یا اللہ مدد — لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ — حق چار یار



اکابرین دیوبند بالخصوص
شیخ العرب والعجم حضرت امام السید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ
کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ سہ ماہی صفدر

78 اگست 2017 — ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۳۸ھ

سرپرست: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ

بانی: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ

اسی طرح جامع الشریعت والطریقت، برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے بارے میں آج کل دو قسم کے لوگ سامنے آئے ہیں۔ ایک وہ جو حضرت رحمہ اللہ سے بغض وعناد کی بنا پر اُن کی کتب خصوصاً ”فضائل اعمال“ پر اعتراضات کرکے اُس کو خلاف شریعت، اور شرک وبدعات کا منبع قرار دیتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نام لیوا ہیں، اُن کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ لیکن عرس، میلاد، تعیین وقت کے ساتھ ایصال ثواب اور تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکر کے بارے میں حضرت رحمہ اللہ کے نظریات سے بغاوت کرکے عملاً اہل بدعت کی تائید وتحسین کررہے ہیں۔ اللہ رب العزت دونوں گروہوں کے شرور سے امت مسلمہ اور خصوصاً اہل سنت کے تمام طبقات کی کامل حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

اس وقت جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ عرس، میلاد، تعیین وقت کے ساتھ ایصال ثواب اور مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا موقف واضح کرکے بدعات کی نسبت سے اُن کا دامن صاف کیا جائے، وہیں اس بات کی بھی اشد ضرورت ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کی کتب پر اعتراضات کرنے والوں کا علمی وتحقیقی تعاقب کرکے حضرت کی کتب وافکار کا ”عادلانہ دفاع“ کیا جائے۔ [ص: ۱۵]

مظہریہ دار المطالعہ ہری پور ہزارہ، چھچھ
0312 4612774 0334-4612774
khadim.khan4@yahoo.com

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا......!!

گذشتہ سال رمضان المبارک میں معروف متجدد جناب جاوید احمد غامدی صاحب نے نماز تراویح کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ: ''نمازِ تراویح سرے سے کوئی نماز ہی نہیں ہے۔'' جس سے اُن کے ''ذوق عبادت'' اور دین اسلام سے بغاوت کا بخوبی علم ہو رہا تھا۔...... اِس سال رمضان المبارک میں ایک ساتھی کہنے لگے: ''رمضان کا مہینہ آ رہا ہے، لگتا ہے کہ اِس سال بھی وہ مسلمانوں کو عبادات سے ہٹانے کے لیے کوئی ''شوشہ'' چھوڑیں گے۔'' چند دن ہی دن گذرے تھے کہ وہ ''شوشہ'' منظر عام پر آ گیا کہ: ''سفر اور مرض کی طرح امتحان کی خاطر بھی روزہ چھوڑا جا سکتا ہے۔ اِسی طرح زیادہ گرم اور طویل دنوں کے روزے موسم سرما میں منتقل کیے جا سکتے ہیں۔''

مرغ بانگ دیتا ہے تو چوزے کو بھی جوش آتا ہے، بڑے غامدی صاحب کی دیکھا دیکھی چھوٹے غامدی صاحب بھی میدان میں اُترے اور ''جاہل وکم علم'' مسلمان قوم کو بتایا کہ جناب! آپ لوگ کن چکروں میں پڑے ہوئے ہیں؟ ''شریعت'' نے تو ہمیں اتنی آسانی دی ہے کہ مزدور یا ہر وہ شخص جسے روزہ رکھنے میں ''حاملہ یا مرضعہ خواتین سے زیادہ مشقت'' ہوتی ہو، وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے، جیسے کرکٹ کے کھلاڑی، اور عید کی شاپنگ کرنے والی خواتین......اُصول تو لاجواب تھا ہی، مثالیں اس سے زیادہ لائقِ صد آفرین تھیں۔

غامدی اصغر صاحب سے یہ پوچھنا اَبھی باقی ہے کہ زمانہ رسالت و زمانہ صحابہ میں لوگ مزدوری و خریداری نہیں کیا کرتے تھے یا پھر یہ کام کرنے والے سب لوگ نعوذ باللہ بے روزہ رہتے تھے!؟

عمار خان صاحب کے اِس ''حاشیے'' کو حسب سابق کسی نہ کسی انداز میں سپورٹ دینا مولانا زاہد الراشدی صاحب کا ''فرض منصبی'' تھا، سو اُنہوں نے بقدرِ ہمت اپنا حصہ ڈالتے ہوئے رمضان المبارک میں ایک کالم تحریر کیا جس میں بصد فخر، یہ بتایا کہ اُن کے گھر کی خواتین اور بالغ و مکلّف بچے رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں بھی موسیقی و غیر محارم کی تصاویر اور فحش مناظر سے بھرپور کرکٹ میچ بڑے شوق سے دیکھا کرتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اپنے گھر کی خواتین کے اس لایعنی و ناپسندیدہ فعل کی گویا تائید کرتے ہوئے جب وہ کرکٹ میچ میں دلچسپی کے جواز کے لیے قرآن وحدیث سے دلائل بھی ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہر پڑھنے والے کا سر شرم سے جھک جاتا ہے کہ یہ سطور اُس شخص نے تحریر کی ہیں جو خیر سے ایک مدرسے کے شیخ الحدیث، بلکہ ''جانشین'' بھی ہیں، (بقیہ صفحہ نمبر ۶ / پر)

ترتیب

جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں ڈیڑھ صدی کے عرصہ میں تین محدث بنے ہیں، (یہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی سب سے عالی خصوصیت ہے جو دیگر مدارس کو حاصل نہیں۔) جن میں سے پہلے محدث شیخ المشائخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمہ اللہ ہیں۔ جن کو عوام الناس ''حضرت سہارنپوری'' کے نام سے جانتے ہیں۔ انہوں نے جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں ۴۸ / یا ۵۰ / سال بخاری شریف کا درس دیا۔

ان کے بعد اُن کے شاگرد وخلیفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمہ اللہ (جن کو ''حضرت شیخ الحدیث'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) نے درس بخاری تقریباً ۴۷ / یا ۴۸ / سال تک دیا۔ ان کے بعد ان کے شاگرد وخلیفہ حضرت مولانا محمد یونس جونپوری رحمہ اللہ نے مکمل ۵۰ / سال تک درس بخاری دیا۔

اَب حضرت مولانا محمد یونس جونپوری رحمہ اللہ کی وفات کے بعد برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید، خلیفہ مجاز اور آپ کے داماد حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب سہارنپوری اطال اللہ عمرہ کو اہل مدرسہ نے شیخ الحدیث منتخب کیا ہے۔ مولانا سیّد محمد عاقل صاحب سہارنپوری مدظلہ کو جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں بخاری شریف کے علاوہ صحاح ستہ مکمل پڑھانے کا شرف حاصل ہے۔ اور اب اِن شاءاللہ بخاری شریف پڑھانے کا شرف بھی حاصل ہونے جارہا ہے۔ مولانا مدظلہ نے جامعہ مظاہر علوم میں پچھلے سال جو ابوداؤد شریف مکمل کرائی ہے وہ پچاسویں مرتبہ تھی۔ جب کہ اس سے قبل شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے بھی ابوداؤد شریف تقریباً اتنی بار پڑھائی ہے۔ بخاری شریف کے ساتھ ساتھ ترمذی شریف کا درس بھی مولانا محمد عاقل صاحب ہی کے پاس رہے گا۔

دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ محدث دار العلوم دیوبند سے پوچھا گیا کہ: اِس زمانے میں ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' کون ہے؟ تو برجستہ فرمایا: امیر المؤمنین فی الحدیث اِس زمانے میں روایت کے اعتبار سے مولانا محمد یونس جون پوری صاحب ہیں اور درایت کے اعتبار سے مولانا سید محمد عاقل صاحب ہیں۔ (روایۃ کا مطلب یہ ہے کہ کونسی راویت کس مقام پر ہے......اور درایۃ کا مطلب ہے کہ حدیث کا صحیح مطلب کیا ہے۔) اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سیّد محمد عاقل صاحب سہارنپوری دامت برکاتہم کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور مزید ہمت قوت عطا فرمائے آمین! (المرسل: مولانا سید زین العابدین، کراچی)

پیامِ صفدر　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مدیرِ مسئول کے قلم سے

کیا ڈیجیٹل تصویر کے جواز وعدم جواز کی بحث کا زمانہ نہیں رہا؟

(ایک بہت ہی محترم ومعزز بھائی، دوست، مفتی صاحب کی خدمت میں۔ جن کے ارشادات کا خلاصہ یہ تھا کہ کیمرے کی تصویر کے جواز وعدم جواز کی بحث کا تو زمانہ گیا، اکثریت اہل علم کی عملاً اس کو اختیار کر ہی چکی ہے۔ اب دعوت اس بات کی ہونی چاہئے کہ کیمرے کی مصنوعات کا صرف جائز اور مناسب استعمال کیا جائے، محرماتِ قطعی کے ارتکاب سے بچا جائے۔)

ا......پہلی بات یہ کہ آنجناب کا یہ فرمانا کہ اب کیمرے کی تصویر کے جواز وعدم جواز کی بحث کا زمانہ لد گیا کیونکہ مانعین بھی بکثرت اس میں مبتلا نظر آتے ہیں...... یہ بات بندہ کو نہایت خطرناک اور مزاجِ شریعت سے متصادم معلوم ہوتی ہے کیونکہ امت کے ایک طبقے کا کسی چیز میں مبتلا ہوجانا اس کے جواز کی دلیل نہیں ہے، جبکہ کچھ خواص اس پر نکیر جاری رکھے ہوئے ہوں۔ احادیث طیبہ میں آیا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ موسیقی اور شراب کو حلال قرار دیں گے، اور ایک وقت آئے گا جب زنا اس قدر عام ہوجائے گا کہ برسرِ عام بدکاری کرنے والوں کو ایک طرف ہوجانے کا کہنے والا بھی بڑا نیک شخص شمار ہوگا، سود اِس قدر عام ہوجائے گا کہ جو اس سے بچنا چاہے گا وہ بھی اس کے غبار سے نہیں بچ سکے گا، یہ سب تصریحات احادیث مبارکہ میں وارد ہیں......تو کیا ان کے وقوع کے وقت ابتلائے عام کی بناء پر شراب، موسیقی، سود اور بدکاری جائز ہوجائیں گے؟

دور کیوں جایئے؟ ابھی زمانہ قریب میں داڑھی منڈانے کا رواج اس قدر اسلامی دنیا میں عام ہوچکا تھا کہ خواص اور اہل علم تک اس گناہ کبیرہ اور لعنت میں بکثرت مبتلا تھے۔ بندہ نے کسی سے سنا ہے کہ ائمہ حرمین تک میں یہ لعنت داخل ہونے لگی تھی، اور اس ابتلائے عام کی وجہ کوئی مضبوط علمی دلیل نہیں محض حالات کا تاثر تھا، زمانے کی ہوا اور سوسائٹی کے چلن نے لوگوں کی آزادانہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب کر رکھی تھیں، پوری دنیا میں ہمارے ہندوستان کے کچھ علماء ہی تھے جو دلائل شرعیہ کی بناء پر سختی سے اس فعل کی حرمت کے قول پر قائم تھے اور اس موقف کی وجہ سے ہمعصر عرب علماء کے علاوہ اپنے ہموطن بعض علماء کے بھی مذاق کا نشانہ بنتے تھے......مگر پھر کیا ہوا؟ فاما الزبد فیذھب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض......حالات کے دباؤ کے تحت وجود میں آنے والا موقف ریت کی دیوا کی طرح نیچے آرہا ہے اور

خالص شرعی بنیادوں پر قائم کیا گیا موقف کسی مضبوط نخل کی طرح نہ صرف جڑوں پر کھڑا ہے بلکہ رفتہ رفتہ اس کی شاخوں اور برگ وبار کا پھیلاؤ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

اِس وقت ائمہ حرمین، تمام سلفی، اکثر صوفی اور بہت سے مصری علماء کے ہاں داڑھی کو وہی شرعی اہمیت حاصل ہے جو کبھی صرف ہمارے ہاں تھی۔ 'جماعت اسلامی' جیسی آزاد خیال جماعتیں بھی اپنا مرکزی امیر کسی داڑھی منڈے کو بنانے سے کتراتی ہیں۔

اس لیے مؤدبانہ گذارش ہے کہ ابتلائے عام، اور خصوصا اس ابتلائے عام کو جو حالات کے دباؤ اور معاشرے کے جبر سے پھوٹ رہا ہو، کسی چیز کے قطعی جواز کی دلیل بنانا ایک اُصولی مفتی اور مستند عالم دین کی شان سے بہت بعید ہے، اور اس ابتلاء کی بنیاد پر یہ کہہ کر بحث کا دروازہ ہی بند کر دینا کہ اب تو اس کے جواز و عدم جواز کی بحث کا زمانہ ہی لد گیا...... بہت ہی سطحی سی بات ہے...... ایسا ابتلائے عام جس میں خود بہت سے عاملین اعتقادًا حرمت کے قائل ہوں، بہرحال ابتلائے عام ہے، اجماع نہیں ہے، دونوں میں فرق لازم ہے۔

۲......اور دیکھیئے! آپ خود ہی یہ بھی تو فرما رہے ہیں کہ اب تصویر سے آگے چل کر قطعی حرام اور فحش تصاویر میں بھی ابتلائے عام ہو ہی چکا ہے، اور ابتلاء بھی عوام کا نہیں بقول آپ کے خواص کا، تو محترم......! اب آپ اپنے ہی بنائے ہوئے قاعدے کے مطابق اس ابتلائے عام کو دلیل بنا کر فحشیات کے جواز کا قول کیوں نہیں فرماتے......؟؟ اس کے منع کے لیے زور کیوں صرف کرتے ہیں؟ اگر اس مبینہ ابتلاء کے باوجود اس کی حرمت اٹل ہے تو ابتلاء کے باعث خود تصویر کی حرمت محال کیوں......؟

۳......کیمرے کی تصاویر کے مفاسد اور خبائث ہم کھلی آنکھوں سے اِس قدر بکثرت دیکھ رہے ہیں کہ اگر معاشرتی دباؤ نہ ہوتا تو اس کو فی نفسہ جائز سمجھنے والا ہر شخص بھی سدًا للباب اس کی قطعی حرمت کا فتوی دیتا......آپ خود فرض کر لیجئے کہ اگر اس وقت دنیا میں اس موبائل کا رواج عام نہ ہوتا اور آپ کے سامنے یہی موبائل انہی لوازمات سمیت پیش کیا جاتا تو آپ کا تاثر کیا ہوتا؟ کیا آپ تب بھی اسی آب وتاب سے جواز کا قول فرماتے اور مانعین کو لتاڑتے؟ اِس کی اشاعت وتجویز کی اہم ترین وجہ معاشرے کا نفسیاتی دباؤ ہے اور یہ معاشرتی دباؤ وہ چیز ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگیوں کا بیشتر حصہ اسی کے خلاف جدوجہد اور قربانیوں میں گذرا ہے، اِس بت کو لوگوں کے دماغوں سے پاش پاش کرنا ہمیشہ اُن کی منزل کا ایک اہم سنگ میل ٹھہرا ہے، یہ دنیا، اِس کی رنگا رنگ ترقی اور اِس کی جدتیں پانی کا بلبلہ ہیں، آج ہیں کل نہیں، کل ہیں تو پرسوں نہیں۔ دوام اللہ جل شانہ کی پاکیزہ شریعت کو ہے جو ہر گندگی، غلاغت، بے حیائی اور اس کی طرف لے

جانے والی چیزوں سے پاک ہے......اگر اس گئے گذرے دور میں بھی کچھ ایسے مجانین موجود ہیں جو ماحول، سوسائٹی، معاشرے کے بتوں کی اندھی غلامی سے آزاد ہو کر شریعت اور مزاجِ شریعت کی روشنی میں سفر کرنا چاہتے ہیں تو ان کا کوئی موقف ہماری نظر میں مبنی بر خطا ہی سہی، اُن کے اِس جذبے اور بلند ہمتی کی قدر ہم پر لازم ہے......(یاد رہے کہ ماحول و معاشرے سے ناواقف ہونا اور چیز ہے اور ماحول و معاشرے سے متاثر و مغلوب ہونا بالکل الگ چیز، یہاں ذکر ماحول سے اُس تاثر کا ہو رہا ہے جو مغلوبیت، مرعوبیت اور لاچاری کی حد تک پہنچا ہوا ہو)......اگر آپ اِن لایعنی اور ابواب الفواحش اشیاء سے بقدر ہمت وحسب ضرورت لوگوں کو منع نہیں کر سکتے یا خود بھی ان سے نہیں رک سکتے تو کوئی حرج نہیں لیکن اس کی اباحیت کو پھیلانے کے لیے بھی للہ اپنا زور صرف نہ کیجئے......!!

اور ہاں......! اگر کوئی اللہ کا بندہ اللہ کے بندوں کو کسی درجے میں سمجھانا بجھانا چاہتا ہے تو آپ اُس کی حمایت بے شک نہ کریں لیکن اس کے ساتھ تمسخر یہ اور استہزاء کا رویہ بھی نہ اختیار نہ کیجئے......! کیا معلوم کہ پوری دنیا کے لاتعداد و بے حساب عقلمندوں، دانشوروں اور عالموں سے زیادہ اُسی کی بات اللہ کے ہاں پسندیدہ ہو جسے ہم اپنی خواہشات میں رکاوٹ بننے پر طیش میں آ کر جاہل، اجڈ، زمانے سے ناواقف، متشدد، تقوے کے ہیضے میں مبتلاء، لکیر کا فقیر، مقلد جامد، تنگ ذہن وغیرہ خطابات سے نوازتے اور دل کی بھڑاس نکالتے ہیں...... کچھ معلوم نہیں کہ ہماری آپ کی عالمانہ رائیں وقت کے گرد و غبار میں گم ہو جائیں اور بظاہر زمانے کی نظروں میں غیر معقول اور سطحی سمجھی جانے والی ایک رائے عنداللہ مقبول قرار پا کر ثبات و دوام حاصل کرے...... یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب......اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابہ...... اللہ جل شانہ ہم سب کو اخلاص کامل، فہم دین اور خوف خدا نصیب فرمائیں......آمین والسلام......احسن خدامی ☆......☆......☆......☆

(ٹائٹل نمبر ۲ رکا بقیہ)

اور جانشین بھی اُن کے جن کا فتوی یہ تھا کہ ٹی وی دیکھنے والے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ اور جائز سمجھ کر ٹی وی دیکھنے والے کا ایمان و نکاح دونوں ختم ہو جاتے ہیں۔

’انا للہ وانا الیہ راجعون‘ پڑھنے کے بعد اس کالم کے مندرجات پر مختصراً یہی تبصرہ کیا جا سکتا ہے کہ ؎

حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

اور ہاں! اَب انتظار ہے براہِ راست جناب مولانا راشدی کے اور بالواسطہ غامدی و عمار صاحبان کے وکیل خاص صاحب کے ’عالمانہ‘ تبصرے کا کہ وہ اَب اِس کی تائید میں کتنی دُور کی کوڑی لے کر آتے ہیں۔!

مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہم قسط:۴

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر کا جائزہ

محترم قارئین! قرآن عظیم کی تفسیر کے لیے مآخذ کا بہترین اور بھرپور کلام حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی تحقیق میں آپ نے پڑھا اب حضرت سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کا ایک مختصر مگر پُر مغز کلام کو بھی ملاحظہ فرمائیں حضرت سید محمد یوسف بنوری فرماتے ہیں:

تفسیر قرآن میں محض لغت اور تاریخ پر اعتماد:

اس بحث کے متعلق میں نے اس لیے کچھ تفصیل سے کام لیا کہ آج کل بہت سے ہم عصر اہل علم حضرات کو دیکھتا ہوں کہ جب قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ احادیث وآثار سے وہ بے نیاز ہیں اور محض لغت وتاریخ پر اعتماد کر کے سنت اور اجماع امت سے آنکھیں بند کر کے صرف نظر کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں، بلکہ ان کی قدر ومنزلت گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے بارے میں اپنی ہوس وخواہش کے پیش نظر جو چاہتے ہیں کہتے پھرتے ہیں۔ جہاں احادیث وآثار ان کی رائے کے خلاف ہوں وہاں ان کو پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، یہی الحاد وزندیقیت کا پہلا دروازہ ہے جس کے لیے سر سید احمد خان اور عنایت اللہ مشرقی کی تفاسیر ہی کو ملاحظہ کر لیجئے کہ کس طرح تاریخ (جس کی بنیاد ہی بودی اور مضطرب ہے اور انہی کمزور رائے) کو فہم قرآن اور بلند پایہ الفاظ نصوص کے حل کے لیے مدار ومرکز ٹھہرایا ہے، ان کی تفسیر کے متعلق اگلے صفحات میں کلام کیا جائے گا ''ان شاء اللہ'' انہی کی مانند دیگر ہم عصر نے بھی یہ طرز اپنا رکھا ہے، اللہ ہی توفیق دینے والے ہیں اور وہی حق کی طرف رہبری اور ہدایت فرمانے والے ہیں۔ [اصول تفسیر وعلوم قرآن:۶۸]

حکایت:

یہاں ایک قصہ ملاحظہ فرمائیں جس کو میں نے اپنے استادوں سے سنا ہے اور مکہ مکرمہ میں انجنیئر جناب حاجی عبدالمنان صاحب کی مجلس میں بھی اس کا تذکرہ ہوا کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے ایک ملاقات میں ڈاکٹر اقبال مرحوم سے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب یہ بتائیں کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم کون ہے؟ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کہا کہ آپ تھوڑی دیر صبر کریں بتاتا ہوں یہ کہہ کر ڈاکٹر اقبال اپنے گھر کے اندر کمرہ میں گئے اور وہاں سے قرآن عظیم کا بہت پرانا نسخہ لائے جو کئی کپڑوں میں لپٹا ہوا تھا،

ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ: حضرت! اللہ تعالیٰ کا یہ کلام قرآن مجید آسمان کے نیچے سب سے زیادہ مظلوم کتاب ہے، پھر کہنے لگے کہ یہ اِس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک تفسیر ہے جو ایک انگریز نے لکھی ہے تو اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب اتنی مظلوم ہے کہ انگریز کفار اِس پر تجربہ کر کے تفسیریں لکھ رہے ہیں اور مسلمان خاموش ہیں۔

واقعی حقیقت یہی ہے کہ اہل باطل منافقین اور ملحدین اپنے باطل نظریات کو پھیلانے کے لیے اور رواج دینے کے لیے تفاسیر لکھتے ہیں اور اسلامی احکامات میں تحریفات کرتے ہیں جس طرح جناب غامدی صاحب کی تفسیر ''البیان'' کا حال قارئین بہت جلد پڑھ لیں گے۔ نیز سر سید احمد خان اور چوہدری غلام احمد خان پرویز اور علامہ عنایت اللہ مشرقی کی تفاسیر کا حال معلوم ہو جائے گا۔ بہر حال حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے مقدمہ معارف القرآن میں نو (۹) بڑی تفاسیر کا تذکرہ فرمایا ہے اور تبصرہ کے ساتھ کلام کیا ہے اگرچہ ان تفاسیر کا نام طبقات مفسرین میں آیا ہے لیکن مزید فائدہ کے لیے حضرت مفتی صاحب کا مبارک کلام بھی پیش کرنا چاہتا ہوں وہ فرماتے ہیں:

مشہور تفاسیر:

عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے قرآن کریم کی بے شمار تفسیریں لکھی گئی ہیں، بلکہ دنیا کی کسی کتاب کی بھی اتنی خدمت نہیں کی گئی، جتنی قرآن کریم کی کی گئی ہے، ان سب تفاسیر کا تعارف کسی مفصل کتاب میں بھی ممکن نہیں، چہ جائیکہ اس مختصر مقدمہ میں اس کا ارادہ کیا جائے، لیکن یہاں ہم ان اہم تفاسیر کا مختصر تعارف کرانا چاہتے ہیں جو معارف القرآن کا خاص مآخذ رہی ہیں، اور جن کا حوالہ معارف القرآن میں بار بار آیا ہے، اگرچہ معارف القرآن کی تصنیف کے دوران بہت سی تفاسیر اور سینکڑوں کتابیں پیش نظر رہی ہیں، لیکن یہاں صرف ان تفاسیر کا تذکرہ مقصود ہے جن کے حوالے بکثرت آئیں گے۔

تفسیر ابن جریر:

اس تفسیر کا اصل نام ''جامع البیان'' ہے اور یہ علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ) کی تالیف ہے، علامہ طبری اونچے درجے کے مفسر، محدث اور مؤرخ ہیں، منقول ہے کہ وہ چالیس سال تک مسلسل لکھنے میں مشغول رہے، اور ہر روز چالیس ورق لکھنے کا معمول تھا [البدایہ والنہایہ: ۱۱/۱۴۵] بعض حضرات نے ان پر شیعہ ہونے کا الزام عائد کیا ہے، لیکن محققین نے اس الزام کی تردید کی ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ اہل سنت کے جلیل القدر عالم ہیں، بلکہ ان کا شمار ائمہ مجتہدین میں ہوتا ہے۔

ان کی تفسیر تیس جلدوں میں ہے، اور بعد کی تفاسیر کے لیے بنیادی مأخذ کی حیثیت رکھتی ہے، وہ آیات کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال نقل کرتے ہیں، اور پھر جو قول ان کے نزدیک، راجح ہوتا ہے اسے

دلائل کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں، البتہ ان کی تفسیر میں صحیح وسقیم ہر طرح کی روایات جمع ہوگئی ہیں، اس لیے ان کی بیان کی ہوئی ہر روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، دراصل اس تفسیر سے ان کا مقصد یہ تھا کہ تفسیر قرآن کے بارے میں جس قدر روایات انہیں دستیاب ہوسکیں ان سب کو جمع کردیا جائے، تاکہ اس جمع شدہ مواد سے کام لیا جاسکے، البتہ انہوں نے ہر روایت کے ساتھ اس کی سند بھی ذکر کی ہے، تاکہ جو شخص چاہے راویوں کی تحقیق کرکے روایت کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرسکے۔

تفسیر ابن کثیر:

یہ حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) کی تصنیف ہے، جو آٹھویں صدی کے ممتاز اور محقق علماء میں سے ہیں، ان کی تفسیر چار جلدوں میں شائع ہوچکی ہے، اس میں زیادہ زور تفسیری روایات پر دیا گیا ہے، اور خاص بات یہ ہے کہ مصنف روایتوں پر محدثانہ تنقید بھی کرتے ہیں، اور اس لحاظ سے یہ کتاب تمام کتب تفاسیر میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

تفسیر القرطبی:

اس کا پورا نام ’’الجامع لاحکام القرآن‘‘ ہے اندلس کے مشہور اور محقق عالم علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) کی تصنیف ہے جو فقہ میں امام مالک کے مسلک کے پیرو تھے، اور عبادت وزہد کے اعتبار سے شہرہ آفاق تھے، اصل میں اس کتاب کا بنیادی موضوع تو قرآن کریم سے فقہی احکام ومسائل کا استنباط تھا، لیکن اس ضمن میں انہوں نے آیتوں کی تشریح، مشکل الفاظ کی تحقیق، اعراب وبلاغت اور متعلقہ روایات کو بھی تفسیر میں خوب جمع کیا ہے، یہ کتاب بارہ جلدوں میں ہے، اور بار بار شائع ہوچکی ہے۔

تفسیر کبیر:

یہ امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی تصنیف ہے اور اس کا اصلی نام ’’مفاتیح الغیب‘‘ ہے، لیکن ’’تفسیر کبیر‘‘ کے نام سے مشہور ہے، امام رازی متکلمین اسلام کے امام ہیں، اس لیے ان کی تفسیر میں عقلی اور کلامی مباحث اور باطل فرقوں کی تردید پر بہت زور دیا گیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حل قرآن کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر اپنی نظیر آپ ہے۔ اور اس میں جس دل نشین انداز میں قرآن کریم کے معانی کی توضیح اور آیات قرآنی کے باہمی ربط کی تشریح کی گئی ہے، وہ بڑا قابل قدر ہے، اغلب یہ ہے کہ امام رازی رحمہ اللہ نے سورۃ فتح تک کی تفسیر خود لکھی ہے، اس کے بعد وہ اسے پورا نہ کرسکے، چنانچہ سورہ فتح سے آخر تک کا حصہ قاضی شہاب الدین بن خلیل الخولی الدمشقی (متوفی ۶۳۹ھ) یا شیخ نجم الدین احمد بن محمد القمولی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۰ھ)

نے مکمل فرمایا۔ [کشف الظنون: ۲/۷۷۴]

امام رازیؒ نے اپنے زمانے کی ضرورت کے مطابق چونکہ کلامی بحث اور باطل فرقوں کی تردید پر خاص طور پر زور دیا ہے، اور اس ضمن میں ان کی بحثیں بہت سے مقامات پر انتہائی طویل ہوگئی ہیں، اس لیے بعض حضرات نے ان کی تفسیر پر یہ تبصرہ کیا ہے کہ ''**فِيْـهِ كُلُّ شَىْءٍ اِلَّا التَّفْسِيْر**'' (اس کتاب میں تفسیر کے علاوہ سب کچھ ہے) لیکن یہ تبصرہ تفسیر کبیر پر بڑا ظلم ہے، اور حقیقت وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی، کہ حل قرآن کے لحاظ سے بھی اس تفسیر کا پایہ بہت بلند ہے، البتہ چند ایک مقامات پر انہوں نے جمہور امت کی راہ سے ہٹ کر آیات قرآنی کی تفسیر کی ہے، لیکن ایسے مقامات آٹھ ضخیم جلدوں کی اس کتاب میں خال خال ہیں۔

تفسیر البحر المحیط :

یہ علامہ ابوحیان غرناطی اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) کی تصنیف ہے جو اسلامی علوم کے علاوہ علم نحو وبلاغت میں خصوصی مہارت رکھتے تھے، چنانچہ ان کی تفسیر میں نحو وبلاغت کا رنگ نمایاں ہے، وہ ہر آیت کے الفاظ کی تحقیق، ترکیبوں کے اختلاف اور بلاغت کے نکات بیان کرنے پر خاص زور دیتے ہیں۔

احکام القرآن للجصاص :

یہ امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) کی تصنیف ہے، جو فقہائے حنفیہ میں ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں، ان کی اس کتاب کا موضوع قرآن کریم سے فقہی احکام ومسائل کا استنباط ہے، اور انہوں نے مسلسل آیتوں کی تفسیر کے بجائے صرف ان آیتوں کی فقہی تفصیلات بیان فرمائی ہیں جو فقہی احکام پر مشتمل ہیں، اس موضوع پر اور بھی متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن اس کتاب کو ان سب میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے۔

تفسیر الدر المنثور:

یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۰ھ) کی تصنیف ہے، اور اس کا پورا نام ''**الـدر الـمنثـور فی التفسیر الماثور**'' ہے، اس میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ان تمام روایات کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے جو قرآن کریم کی تفسیر سے متعلق ان کو ملی ہیں، ان سے پہلے بہت سے محدثین مثلاً حافظ ابن جریر، امام بغوی، ابن مردویہ، ابن حبان، اور ابن ماجہ وغیرہ اپنے اپنے طور پر یہ کام کر چکے تھے۔

علامہ سیوطی نے ان سب کی بیان کردہ روایات کو اس کتاب میں جمع کردیا ہے، البتہ انہوں نے روایات کے ساتھ ان کی پوری سند ذکر کرنے کے بجائے صرف اس مصنف کا نام ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے جس نے اس روایت کو اپنی سند سے بیان کیا ہے، تاکہ بوقت ضرورت اس کی مراجعت کرکے سند کی تحقیق کی

جاسکے، چونکہ ان کا مقصد روایات کے ذخیرہ کو یکجا کرنا تھا، اس لیے اس کتاب میں بھی صحیح وسقیم ہر طرح کی روایتیں جمع ہوگئی ہیں، لہٰذا سند کی تحقیق کیے بغیر ان کی بیان کی ہوئی ہر روایت کو قابل اعتماد نہیں سمجھا جاسکتا، علامہ سیوطی بعض مرتبہ ہر روایت کے ساتھ یہ بھی بتادیتے ہیں کہ اس کی سند کس درجہ کی ہے، لیکن چونکہ تنقید حدیث کے معاملہ میں وہ خاصے متساہل مشہور ہیں، اس لیے اس پر بھی کماحقہ اعتماد کرنا مشکل ہے۔

تفسیر مظہری:

یہ علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۵ھ) کی تصنیف ہے اور انہوں نے اپنے شیخ طریقت مرزا مظہر جانِ جانان دہلوی رحمہ اللہ کے نام پر اس تفسیر کا نام ''تفسیر مظہری'' رکھا ہے، ان کی یہ تفسیر بہت سادہ اور واضح ہے، اور اختصار کے ساتھ آیات قرآنی کی تشریح معلوم کرنے کے لیے نہایت مفید، انہوں نے الفاظ قرآنی کی تشریح کے ساتھ متعلقہ روایات کو بھی کافی تفصیل سے ذکر کیا ہے، اور دوسری تفسیروں کے مقابلے میں زیادہ چھان پھٹک کر روایات لینے کی کوشش کی ہے۔

روح المعانی:

اس کا پورا نام ''**روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**'' ہے، اور یہ بغداد کے آخری دور کے مشہور عالم علامہ محمد آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) کی تصنیف ہے اور تیس جلدوں پر مشتمل ہے، انہوں نے اپنی اس تفسیر کو بڑی حد تک جامع بنانے کی کوشش کی ہے لغت، نحو، ادب اور بلاغت کے علاوہ فقہ، عقائد، کلام، فلسفہ اور ہیئت، تصوف اور متعلقہ روایات پر بھی مبسوط بحثیں کی ہیں، اور کوشش یہ کی ہے کہ آیت سے متعلق کوئی علمی گوشہ تشنہ نہ رہے، روایات حدیث کے معاملے میں بھی اس کے مصنف دوسرے مفسرین کے مقابلے میں محتاط رہے ہیں، اس لحاظ سے یہ بڑی جامع تفسیر ہے، اور اب تفسیر قرآن کے سلسلے میں کوئی بھی کام اس کی مدد سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ [ماخوذ از مقدمہ معارف القرآن: ۱/۵۰ تا ۵۵]

(جاری ہے۔۔۔)



بخار کی چار لاکھ اقسام

شیخ الرئیس ابن سینا لکھتے ہیں کہ: بخار کی کم وبیش چار لاکھ قسمیں ہیں۔ اُن میں سے بعض قسمیں ایسی ہیں کہ پانی اور غسل اُن کا علاج ہے، اور بعض قسمیں ایسی ہیں کہ غسل اُن میں مضر ہے۔

[(حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے) پندرہ خطبات: ۱/۴۲......مرتبہ: مولانا محمد نواز بلوچ]

حضرت مولانا مفتی انوراوکاڑوی مدظلہم

''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع''......ایک نعمتِ غیر مترقبہ......!!

مجلّہ صفدر کے مستقل مضمون نگار، مجلّہ الفتحیہ کے مدیر اعلیٰ حضرت
مولانا مفتی رب نواز مدظلہ کی تازہ تالیف پر بطورِ تقریظ لکھی گئی تحریر

حامدا و مصلیا. اما بعد!

قارئین کرام مشہور محاورہ ہے کہ: ''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے''......یا......''بیج وہ جس کا چھاڑ اچھا ہو!''......یا......''کام اپنے نتیجے سے پہچانا جاتا ہے۔''......عوامی اُصول یہی ہے۔ علمی اصطلاح میں اس کو ''دلیلِ اِنّـــی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ دھوپ دیکھ کر ہر آدمی سمجھ جاتا ہے کہ سورج طلوع ہو چکا ہے۔ اِسی طرح تبلیغی جماعت کے اثرات بھی پوری دنیا میں مثبت نتائج دے رہے ہیں۔ اس کام میں لگ کر کتنے بے داڑھیوں نے داڑھیاں رکھ لیں، کتنے بے نمازی تہجد گزار بن گئے، کتنی ویران مسجدیں آباد ہوگئیں، کتنے لوگ جو روزے نہیں رکھتے تھے دوسروں کو بھی روزہ رکھانے والے بن گئے، کتنے لوگ جو زکوۃ فرض ہونے کے باوجود زکوۃ نہیں نکالتے تھے زکوۃ ادا کرنے والے بلکہ اوروں کو بھی زکوۃ کی ادائیگی پر آمادہ کرنے والے بن گئے اور کتنے لوگ حج کی فرضیت کے باوجود حج ادا نہیں کرتے تھے وہ خود بھی حج ادا کرنے والے بلکہ اوروں میں بھی ادائیگیٔ حج کا جذبہ پیدا کرنے والے بن گئے۔ اور کتنے والدین کے نافرمان والدین کے فرمانبردار بن گئے اور کتنے قبیلے جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اس کام کی برکت سے بھائی بھائی بن گئے۔ اور کتنے غیر آباد گھر اس کام کی برکت سے آباد ہوگئے۔ کتنے لوگوں میں ایمان کی پختگی آگئی۔ کتنے لوگ ہیں جن میں اس کام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور رزاقیت جیسی صفات کا یقین پختہ ہوگیا۔ یہ تمام اثرات اس جماعت کی مقبولیت کی ایک بڑی دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو نظر بد سے محفوظ رکھے۔

اس جماعت کی مقبولیت کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں اہل السنّت والجماعت کے چاروں گروہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ [مگر الحمد للہ قیادت علمائے احناف کے پاس ہے، (رب نواز)] تھوڑی بہت کوتاہی ہر شعبہ میں ہوتی ہے، اکثری فائدے کے اعتبار سے اس کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

کافی عرصہ پہلے کی بات ہے، جب بندہ ''مدرسہ عربیہ اسلامیہ، بورے والا'' میں مدرس تھا اور بنگلہ

اوکا نوالہ تحصیل چیچہ وطنی میں جمعہ پڑھاتا تھا تو وہاں سے چند ساتھیوں کی جماعت چلہ کے لیے گئی۔ایک ساتھی نے اپنے بھائی ڈاکٹر محمد رفیق صاحب کو خط لکھا کہ دل تو چاہتا ہے کہ چار مہینے لگا کر پورا دین سیکھ کر آئیں مگر چلہ پورا ہو چکا ہے اور کچھ ساتھی اُداس سے ہیں اس لیے ہم اتوار کو واپس آ رہے ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے جمعہ کے دن مجھے خط پڑھایا تو مجھے بہت غصہ آیا کہ یہ لوگ چار مہینوں میں ''پورا دین'' سیکھ لیتے ہیں۔اگلے جمعہ کو جب میں گیا تو وہ لوگ واپس آ چکے تھے۔میں نے خط لکھنے والے ساتھی سے سختی سے بات کی کہ تم لوگ چار مہینوں میں پورا دین سیکھ لیتے ہو حالانکہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نوراللہ مرقدہ (جن کو اللہ تعالیٰ نے علومِ لدنیہ عطاء فرمائے تھے) سے آخر عمر میں کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کے پاس کتنا علم ہے تو فرمایا کہ: ''اتنا علم ہے کہ اگر نماز میں بھول جاؤں تو کتاب دیکھ کر اپنی نماز درست کر سکتا ہوں''۔خیر! میری باتیں سن کر وہ مرحوم ساتھی خاموش رہے۔غالباً اس سے اگلی جمعرات کو حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی تشریف لائے۔بندہ بھی خدمت میں حاضر ہوا، صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر عرض کیا کہ: حضرت! میں نے جمعہ پڑھانے جانا ہے۔حضرتؒ کے پاس اُس وقت کافی لوگ موجود تھے، حضرت فرمایا: ابھی وقت کافی ہے، ذرا ٹھہر جاؤ! جب سب حضرات ناشتہ کر کے اُٹھ گئے اور میں اکیلا رہ گیا تو حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہ بتاؤ کہ اس وقت مسلکِ حقہ (کے افراد) میں اضافہ کس جانب سے ہو رہا ہے۔میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ فرمایا: بھائی! اِن تبلیغ والوں ہماری لاج رکھی ہوئی ہے۔خانقاہوں اور مدارس کی وہ حالت نہیں جو پہلے تھی، یہ لوگ محنت کر کے بے نمازیوں کو نمازی بنا دیتے ہیں اور مسجدیں آباد کرتے ہیں، بعض اِن میں سے جاہل ہوتے ہیں جہالت کی وجہ سے کوئی نازیبا بات کر دیتے ہیں۔مگر عالم کو تو اِن سے جاہلوں والا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔بندہ اتنی بات سن کر پانی پانی ہو گیا۔دل میں آیا کہ عرض کر دوں کہ: حضرت! اِن میں سے بعض لوگ مدارس اور خانقاہوں کی مخالفت کرتے ہیں۔مگر یہ بات عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

اس کے بعد ایک مرتبہ لاہور میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ بات عرض کی کہ: حضرت! بعض تبلیغ والے کہتے ہیں کہ صرف یہی دین کا کام ہے اور باقی مدارس اور خانقاہوں وغیرہ کی نفی کرتے ہیں۔تو حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے فرمایا کہ: بھائی! وہ جاہل آدمی ہوتے ہیں، کوئی زمیندار ہے، کوئی دکان دار ہے، وہ تمہارے پیچھے ساری زندگی نمازیں پڑھتے ہیں کبھی تم نے اُن کو نماز کی شرائط، فرائض، واجبات، وغیرہ یاد نہیں کرائے۔وہ چلہ لگاتے ہیں تو اُن کو یہ چیزیں یاد کرا دی جاتی ہیں تو جب یہ باتیں اُن کو جماعت کی طرف سے ملتی ہیں تو وہ یہ ہی کہیں گے کہ یہ ہی کام ہے، تم بھی تو اُن کو کچھ یاد کراؤ تو وہ تمہارے

معتقد ہوں۔ یہ بات سُن کر بندہ کو احساس ہوا کہ واقعۃً یہ اپنی ہی کوتاہی ہے۔

بہر حال یہ بزرگوں کی منظورِ نظر جماعت ہے، مگر دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کسی بے نمازی کو نمازی بنانا یا کسی بے دین کو دین دار بنانا اُن کے مقدر میں نہیں، ہاں! اگر کوئی شخص نمازی یا دین دار بن جائے تو اُس کے دل میں وسوسے ڈالنا اُن کا کام ہے۔ برادرِ مکرم حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ: ایک دفعہ بہاول پور میں میری تقریر تھی۔ تقریر کے بعد ایک شخص نے کہا کہ: میں واپڈا کے دفتر میں ملازم ہوں، ہم چند تبلیغی ساتھی وہاں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ منکرینِ تقلید ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہیں کہ تمہاری نماز نہیں ہوتی! بھائی صاحب رحمہ اللہ نے پوچھا کہ وہاں کوئی بے نمازی بھی ہیں تو اس نے کہا: وہاں ہر قسم کے لوگ ہیں بے نمازی، منکرِ حدیث، منکرِ صحابہ کرام بلکہ منکرِ ختمِ نبوت اور منکرِ خدا بھی ہیں! بھائی صاحب نے پوچھا: کیا یہ اُن کے پیچھے بھی پڑتے ہیں؟ تو اُس نے کہا: نہیں!۔ تو بھائی صاحبؒ نے پوچھا کہ سوچو کہ تمہارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں آخر اُن کے پیچھے کیوں نہیں پڑتے؟ آخر اُن کو ہدایت کی ضرورت نہیں؟ تو اُس نے کہا کہ: آپ نے عجیب سوال کیا ہے۔ واقعتاً یہ بات سوچنے کی ہے کہ یہ لوگ اُن کے پیچھے کیوں نہیں پڑتے۔ تو بھائی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: تمہارے پاس ایمان کی رتی ہے، اِس لیے اُنہوں نے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنا۔ آج اگر تم نعوذ باللہ منکرِ حدیث یا مرزائی وغیرہ بن جاؤ تو یہ تمہارا پیچھا چھوڑ دیں گے۔

جب بندہ بوریوالے پڑھاتا تھا اس وقت کی بات ہے کہ وہاں یہ لوگ قمر الدین کسائی نامی آدمی کے بیٹے کے پیچھے لگے اور اُس کو منکرِ تقلید بنایا، پھر بعد میں وہ منکرِ حدیث بن گیا۔ جب منکرِ حدیث بنا تو میں نے اُس سے پوچھا کہ: اَب یہ حدیث حدیث کہہ کر شور مچانے والے تمہارے پیچھے نہیں آتے؟ تو اُس نے کہا کہ: میں اُن کی مسجد کے قریب درس دیتا ہوں وہ میرے قریب بھی نہیں آتے۔

بہر حال اِن لوگوں نے اپنی فطرت کے مطابق فضائلِ اعمال مصنفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقبولیت عطاء فرمائی کہ کتاب اللہ کے بعد پوری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی یہ کتاب ہے۔ اِن لوگوں کو اُس کے خلاف کام کرنے کا موقعہ سوجھا اور انہوں نے متعدد کتابیں لکھ ڈالیں۔ (اور فضائل اعمال کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا) اور دنیا میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پروپیگنڈے سے متاثر ہوجاتے ہیں۔ اُن کے علاج کے لیے ضروری تھا کہ ان کتب کا تفصیلی جواب دیا جاتا۔ برادرِ مکرم مولانا رب نواز صاحب حنفی مدظلہ نے اِس فرضِ کفایہ کو احسن طریقہ سے سرانجام دیا ہے ؏ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

اہلِ علم حضرات کے لیے یہ نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اہلِ زیغ کی ہدایت اور اہلِ حق ثابت قدمی کا ذریعہ بنائیں، آمین۔......کتبہ محمد انور اوکاڑوی......(۱۴۳۸/۸/۲۹ھ)

مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہ

''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع''......عرضِ ناشر

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ ضمرۂ لایحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا ہوں
مرے مولا مجھے صاحبِ جنوں کر

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ علم و عمل کی جو جامعیت، شریعت و طریقت کا جو سنگم اور اکابر و اسلاف کا بھرپور اعتماد اور اُن کی جو توجہات و عنایات اللہ پاک نے آپ کو نصیب فرمائیں، بہت کم ہی کسی کے حصہ میں آئی ہیں۔ خصوصاً بندہ کے دادا مرشد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے جو تعلق اور محبت تھی محتاج بیان نہیں۔ حضرت رحمہ اللہ کی ''آپ بیتی'' کا ورق ورق اس کا گواہ ہے۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت بہت ہی جامع شخصیت تھی۔ علم ایسا کہ حافظ ابن حجر اور علامہ عینی رحمہما اللہ کی جھلک نظر آئے......عمل ایسا کہ پہلے بزرگوں کی یاد تازہ ہو جائے......اتباع سنت کا اہتمام اتنا کہ سنت سے ہٹ کر کوئی عمل نہ ہونے پائے......مسلک اہل سنت میں تصلب و پختگی ایسی کہ کوئی شاگرد و مرید بھی فکر اسلاف سے سرمو انحراف نہ کرنے پائے......فرق باطلہ کا تعاقب ایسا کہ کوئی فتنہ باز و بدعقیدہ بچ کر نہ جانے پائے......رسوم و بدعات سے نفرت ایسی کہ کسی عمل میں بدعت کا شائبہ بھی نظر نہ آئے......سلوک و احسان کی اتنی فکر کہ ہر مدرسہ و مسجد خانقاہ نظر آئے......ذکر اللہ سے ایسا شغف کہ ہر مسلمان خدا تعالیٰ کا بے ریا ذکر کرتا چلا جائے......اور قبولیت ایسی کہ ''فضائل اعمال'' دنیا کے ہر کونے میں نظر آئے۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اور اُن کی کتاب ''فضائل اعمال'' کی بے پناہ مقبولیت مخالفین کے حسد کی وجہ ٹھہری۔ اور ظاہر بات ہے کہ جس اُمت کے نبی حاسدین کے حسد سے محفوظ نہیں، اُس امت کے اولیاء اور علماء حاسدین سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ فرق صرف اتنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و حسد کرنے والے مشرکین، کفار اور یہود و نصاریٰ تھے۔ اور اِس امت کے فقہاء کرام اور مشائخِ عظام سے بغض و حسد کرنے والے گورنمنٹ برٹش انگلشیہ ملکہ وکٹوریہ برطانیہ کے انتہائی مخلص اور وفادار ساتھی انگریز

حکومت کے تعریفی خطاب ''شمس العلماء'' سے القاب یافتہ بلکہ انعام یافتہ شیخ الکل فی الکل جناب میاں نذیر حسین دہلوی کی روحانی ذریت کے کچھ ناعاقبت اندیش کرم فرما بھی ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ بھی اُن علماء ومشائخ میں سے ہیں جو اپنے علم میں رسوخ، عمل میں استقامت، افکار وعقائد میں تصلب، باطل فتنوں کی بے لحاظ سرکوبی اور دنیا بھر میں مقبولیت کی بنا پر مختلف قسم کے حاسدین کے بغض وحسد کا شکار رَہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ: اے علی! تیری وجہ سے دو قسم کے لوگ صراطِ مستقیم سے ہٹ کر گمراہ ہوں گے۔ ایک تیری فضیلت کا انکار (اور گستاخی) کر کے۔ اور دوسرے تیری شان میں غلو (اور بے جا مبالغہ) کر کے۔ چنانچہ سب جانتے ہیں کہ اس پیشین گوئی کا مصداق روافض وخوارج کے دو گروہ پیدا ہوئے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں ہمارے زمانہ میں دو قسم کے گروہ پائے جاتے ہیں، ایک وہ جو گستاخی کی بنا پر حد اعتدال سے ہٹ گیا۔ اور حیات النبی، توسل اور استشفاع عند القبر کا انکار کر کے 'عصر حاضر کے معتزلہ' کا لقب پایا۔ اور دوسرا وہ گروہ جو محبت وعقیدت کے نام پر شرک وبدعات کی تاریکیوں اور بھول بھلیوں میں گم ہو کر توحید وسنت سے کے نُور سے دُور ہوتا چلا گیا۔

اِسی طرح جامع الشریعت والطریقت، برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے بارے میں آج کل دو قسم کے لوگ سامنے آئے ہیں۔ ایک وہ جو حضرت رحمہ اللہ سے بغض وعناد کی بنا پر اُن کی کتب خصوصا ''فضائل اعمال'' پر اعتراضات کر کے اُس کو خلاف شریعت، اور شرک وبدعات کا منبع قرار دیتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نام لیوا ہیں، اُن کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ لیکن عرس، میلاد، تعیین وقت کے ساتھ ایصالِ ثواب اور تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکر کے بارے میں حضرت رحمہ اللہ کے نظریات سے بغاوت کر کے عملاً اہل بدعت کی تائید وتحسین کر رہے ہیں۔ (یاد رہے کہ ہم اس گروہ کی رسومات سے براءت کا اعلان کرتے ہیں، لہٰذا ان کا کوئی حوالہ اہل سنت کے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا۔ [ربنواز]) اللہ رب العزت دونوں گروہوں کے شرور سے امت مسلمہ اور خصوصاً اہل سنت کے تمام طبقات کی کامل حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

اِس وقت جہاں اِس بات کی ضرورت ہے کہ عرس، میلاد، تعیین وقت کے ساتھ ایصال ثواب اور مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا موقف واضح کر کے بدعات کی نسبت سے اُن کا دامن صاف کیا جائے، وہیں اِس بات کی بھی اَشد ضرورت ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کی کتب پر اعتراضات

کرنے والوں کا علمی و تحقیقی تعاقب کر کے حضرت کی کتب واَفکار کا ''عادلانہ دفاع'' کیا جائے۔

بحمد اللہ تعالیٰ وبفضلہٖ ہمیں یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ہم نے

''اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک ومشرب......المعروف......تحفظ عقائد اہل سنت''

نامی کتاب میں اکابر اہل سنت کی تحریرات جمع کر کے مذکورہ بالا بدعات کی نسبت سے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا دامن صاف کر دیا۔ الحمدللہ حمداً کثیراً طیبًا مبارکاً فیہ.

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا کروڑ ہا شکر ہے کہ اَب دوسرے پہلو پر خدمت اور حضرت رحمہ اللہ کے افکار وکتب کے ''عادلانہ دفاع'' کی سعادت بھی ہمیں نصیب ہو رہی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

زیرِ نظر کتاب کا پس منظر:

پس منظر اِس کتاب کا یہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل بندہ کو اللہ جل شانہ نے عمرہ کی سعادت نصیب فرمائی۔ حرمین شریفین کے اِس مبارک سفر میں وہاں موجود متعدد علماء ومشائخ اہل سنت کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے دفاع میں مرتبہ ہماری کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' الحمد للہ وہاں بھی پہنچ چکی ہے۔ جسے احباب ومشائخ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ بندہ سے یہ مطالبہ کیا کہ متعدد غیر مقلدین کی جانب سے ''فضائلِ اعمال'' پر کیے گئے اعتراضات کا جواب بھی آپ لکھیں۔ اِس وقت اِس کی بھی بڑی ضرورت ہے۔

یہاں پاکستان میں بھی بہت سے احباب کی طرف سے فرمائش سامنے آئی کہ ''فضائلِ اعمال'' کے دفاع میں کوئی کتاب منظرِ عام پہ آنی چاہیے۔ ہماری بھی شدید خواہش تھی کہ اِس عنوان پر سنجیدہ، تحقیقی اور مضبوط کام ہونا چاہیے۔ لیکن بوجوہ ایک عرصہ تک اس پر عمل نہ ہوسکا۔ البتہ عزم رہا کہ ان شاء اللہ اِس میدان میں بھی جو خدمت ہم سے ہوسکی، ضرور بجالائیں گے۔

اِسی دوران معلوم ہوا کہ مجلّہ صفدر کے ذی قدر مضمون نگار حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ نے فضائل اعمال پر کیے گئے اعتراضات کے جواب میں ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' کے عنوان سے کافی کچھ لکھ رکھا ہے۔ اُن سے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ جلد اول کے تین سو صفحات لکھے جاچکے ہیں اور باقی لکھنا باقی ہیں۔ جتنی کتاب لکھی ہوئی تھی بندہ نے وہ منگوا کر دیکھی تو بہت خوشی ہوئی، جُوں جُوں پڑھتا گیا میری خوشی بڑھتی گئی۔ اِس سے پہلے بھی اگرچہ اِس موضوع پر بعض کتب ورسائل شائع ہوئے، مگر ماشاءاللہ!!

یہ کتاب انتہائی جامع و مفصل ہے اور مخالف پر گرفت بہت مضبوط ہے۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ تحقیقی جواب کے ساتھ مخالفین کی کتابوں کے حوالہ جات بہت سے جمع کر دیئے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سنجیدگی کا دامن کہیں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا گیا۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ. اللھم زد فزد

مجلّہ صفدر میں مفتی صاحب کے مضامین خصوصاً سلسلہ وار مضمون ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' بندہ پڑھتا رہتا ہے۔ اُن کے وسعت مطالعہ، رسوخ فی العلم اور اندازِ تحریر کی متانت سے بخوبی واقف ہے۔ اِس لیے بندہ کو یقین تھا کہ انہوں نے جو کچھ لکھا، اپنے اکابر کے مسلک کے عین مطابق اور موضوع کے لحاظ سے عمدہ اور کافی ہوگا۔ لیکن وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ کے طور پر کتاب کا مطالعہ کیا تو اطمینانِ قلب حاصل ہوا۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد از خود جواب لکھنے کا ارادہ بھی ترک کر دیا اور کسی دوسرے سے لکھوانے کی ضرورت بھی باقی نہ سمجھی۔

بندہ نے مفتی صاحب سے کہا آپ کتاب کو مکمل کریں تاکہ جلد از جلد اِسے شائع کیا جاسکے۔ اُنہوں نے بندہ کی عرض کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے جلد ہی کتاب کی تکمیل کر کے میرے حوالہ کر دی۔ جب پوری کتاب سامنے آئی تو مزید اطمینانِ قلب نصیب ہوا۔ بندہ نے تقریباً ساری کتاب کا مطالعہ کیا، جہاں کہیں کوئی بات قابلِ مشورہ معلوم ہوئی مفتی صاحب کے گوش گزار کر دی۔ اور اُنہوں نے بھی ماشاءاللہ فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بندہ کی تجاویز کو قبول فرمایا اور کتاب کی ترتیب بھی میرے مشورہ کے مطابق قائم کر دی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں میری اور تمام اہل سنت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور ہماری اِس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین

صاحبِ کتاب کا مختصر تعارف:

آخر میں صاحبِ کتاب کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔...... حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہ العالی ماشاءاللہ نوجوان ہونے کے باوجود جید، قابل اور باعمل عالم دین ہیں۔ کہنہ مشق مدرس اور زُود نویس لکھاری ہیں۔ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور سے تعلق ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کی معروف دینی درسگاہ دارالعلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ میں حاصل کی۔ درجہ خامسہ تک حصول تعلیم کے بعد کراچی کا رخ کیا۔ اور ۲۰۰۴ء میں جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی سے دورہ حدیث کیا۔ تب سے اَب تک اپنے مادرِ علمی دارالعلوم فتحیہ میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

درس و تدریس، امامت و خطابت کے میدان میں دینی و علمی خدمات کے ساتھ ساتھ فرق باطلہ کے تعاقب سے بھی غافل نہیں ہیں۔ چنانچہ رد غیر مقلدیت مفتی صاحب کا خاص موضوع ہے۔ اور آپ اِس کے اسپیشلسٹ ہیں۔ اِس حوالے سے نہ صرف اکابر اہل سنت کی قدیم و جدید کتب کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں

بلکہ فریق مخالف کی کتب ورسائل پر بھی بڑی گہری اور وسیع نظر ہے۔جس کا منہ بولتا ایک ثبوت یہی کتاب ''فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مفتی صاحب موصوف عرصہ دراز سے قلم وقرطاس سے وابستہ ہیں۔چنانچہ مجلّہ ''نورِ بصیرت''،مجلّہ ''تسکین الصدور''، مجلّہ ''صفدر''، ماہنامہ ''پیام حق''، مجلّہ ''المصطفیٰ'' اور ''ترجمانِ احناف'' کے مستقل مضمون نگار ہیں۔اور مجلّہ ''**الفتحیہ**'' کے تو مدیر اعلیٰ ہیں۔جو ماشاء اللہ اپنے علاقہ کا انتہائی مقبول،مفید اور معلوماتی اصلاحی رسالہ ہے۔عرصہ چار سال میں تقریباً پچاس (۵۰) کے لگ بھگ شمارے آپ کی زیر ادارت شائع ہو کر قبولیت عامہ پا چکے ہیں۔

اِس کے علاوہ بھی مختلف رسائل وجرائد میں آپ کے متعدد علمی،تحقیقی،مسلکی اور سوانحی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ردِ غیر مقلدیت میں آپ کی انتہائی قیمتی اور مفید عام کتب ورسائل بھی موجود ہیں جن میں سے درجِ ذیل رسائل طبع ہو کر منظر عام پر آ چکے ہیں۔اور بقیہ منتظرِ اشاعت ہیں۔

۱......احادیثِ بخاری اور غیر مقلدین ۲......غیر مقلدین کا امام بخاری سے اختلاف

۳......غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں؟ ۴......زبیر علی زئی کا تعاقب جو مجلّہ صفدر میں قسط وار شائع ہو رہی ہے چار سو صفحات شائع ہو چکے ہیں۔

۵......مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت بائیس قسطوں میں مجلّہ صفدر میں شائع ہوئی ہے۔

۶......غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین اس کی چالیس قسطیں مجلّہ الفتحیہ میں شائع ہو چکی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مفتی صاحب سمیت جملہ اہل حق محققین کی حفاظت فرمائے اور دنیا وآخرت کی تمام خیریں، بھلائیاں، عافیتیں اور راحتیں نصیب فرمائے اور ہر قسم کے شرور اور نقصانات سے حفاظت فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم۔صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ......۲۶ر شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ......۲۳ر مئی ۲۰۱۷ء

سیدالشہداء کا دائمی اعزاز

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سیدالشهداء حمزة. غیر نبی جتنے بھی شہید ہوئے ہیں اگلوں پچھلوں میں، تمام شہداء کے سردار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔یہ خطاب اور کسی کو نہیں ملا 'سید الشہداء' کا۔(سید الشہداء) صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ([حضرت امام اہل سنتؒ کے] پندرہ خطبات:۱؍۹۴)

مولانا مفتی رب نواز مدظلہ

''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع''......مقدمة الکتاب

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی تحریک ''تبلیغی جماعت'' کو بہت قبولیت بخشی، ماشاءاللہ پوری دنیا میں اس کا فیض پھیل رہا ہے۔اس جماعت کے انقلاب کو ہر ذی شعور انسان نے محسوس کیا اوراہلِ قلم نے اپنی اپنی تحریروں میں جماعت کی افادیت کو کھلے لفظوں میں سراہا ہے۔میری ایک مستقل کتاب ''تبلیغی جماعت مشاہیر کی نظر میں'' ہے۔اس کتاب میں ملک بھر کے علمائے کرام کے تاثرات درج ہیں،اہلِ ذوق اسے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کی افادیت کو غیر مقلدین نے بھی تسلیم کیا ہے، بندہ نے ایک مضمون ''تبلیغی جماعت کی مدح سرائی، غیر مقلدین کے قلم سے'' لکھا جو ایک ماہ نامہ میں دو قسطوں میں شائع ہوا۔اس مقدمہ میں پورے مضمون کو نقل کرنا تو طوالت کا باعث ہوگا، البتہ اس مضمون میں سے ایک عنوان ''تبلیغی جماعت میں غیر مقلدین کی شمولیت'' کو افادۂ عام کے لیے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

تبلیغی جماعت میں غیر مقلدین کی شمولیت:

مولانا عطاءاللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کو سب لوگ اپنا سمجھ لیتے ہیں اس لیے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔بریلوی، دیوبندی ان پڑھ اور ناواقف اہل حدیث ان کو اپنا سمجھ کر ان کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔'' [عقیدہ صوفیت:۱۰۳]

ڈیروی صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت محض احناف کی نمائندہ نہیں بلکہ اس میں شافعی اوراہلِ حدیث وغیرہ بھی شامل ہیں۔''
[تجزیہ اور تعاقب:۹۳]

ڈیروی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''زکریا صاحب کے اس بیان سے ان اہلِ حدیث حضرات کی آنکھیں کھل جانی چاہییں جو اِس (تبلیغی) جماعت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔'' [تجزیہ اور تعاقب:۹۳]

مولانا محمد طارق صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہماری عوام عقیدہ کی اہمیت اور ضرورت کو اکثر و بیشتر سمجھنے سے قاصر ہو جاتے ہیں اس لیے وہ تبلیغی جماعت

کی ظاہری چلت پھرت اور قربانیوں سے متاثر ہو کر اس جماعت کی حمایت اور تائید میں لگ جاتے ہیں۔'' [تبلیغی جماعت قرآن وحدیث کی کسوٹی پر:۱۱۴]

مولانا عطاء اللہ ڈیروی صاحب اور مولانا محمد طارق خان صاحب دونوں کہتے ہیں:

''تبلیغی جماعت اکثر اوقات یہ دعوٰی کرتی ہے کہ اس تبلیغی جماعت میں صرف حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد شامل نہیں بلکہ اہلِ حدیث اور شافعی بھی ہیں اور یہ بات کسی حد تک صحیح بھی ہے مگر اس کا اصل سبب یہ ہے کہ تبلیغی جماعت میں جو لوگ شامل ہیں وہ...محض اس جماعت کی ظاہری چلت پھرت اور کارکنان کے اس جماعت کے لیے ایثار وقربانی سے متاثر ہو کر اس جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔''

[تبلیغی جماعت عقائد وافکار، نظریات اور مقاصد کے آئینے میں:۱۵]

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''اہلِ حدیثوں کو دیوبندی کھا گئے، ملتان جا کر دیکھ لو جو اہلِ حدیث دیوبندیوں کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں جو اہلِ حدیث تبلیغی جماعت کے چکروں میں ان کے پھیروں میں پھرتے ہیں چلے کرتے ہیں بالکل ختم ہو گئے۔'' [خطباتِ بہاول پوری:۴/۴۴۲]

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ:

تبلیغی جماعت میں حدیث کی تعلیم عام کرنے کے لیے حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کے کچھ رسائل کو مختص کیا گیا ہے۔ان رسائل کو بعد میں یکجا کر کے ''فضائلِ اعمال'' کے نام سے شائع کیا۔ہم یہاں غیر مقلدین کی زبانی فضائلِ اعمال اور اس کے مصنف کے بارے میں کچھ معلومات درج کرتے ہیں۔

مولانا عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا محمد زکریا کی ولادت رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔پہلا نام محمد موسیٰ معروف نام محمد زکریا ہے۔ابتدائی تعلیم گنگوہ اور پھر سہارن پور میں بقیہ تعلیم مکمل کی۔مظاہر العلوم سہارن پور میں ۱۳۳۵ھ میں بطورِ مدرس پندرہ روپے تنخواہ پر کام شروع کیا۔چھ مرتبہ حجازِ مقدس کا سفر کیا اور ۱۹۷۳ء میں مدینہ منورہ میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔پہلی بیوی کے فوت ہو جانے کے بعد دوسرا نکاح کیا۔ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہوئیں...۲۴رمئی ۱۹۸۲ء کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں مولانا گنگوہی کے قریب دفن کیے گئے۔'' [تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ:۹۰]

مولانا نعیم الحق نعیم صاحب غیر مقلد، اپنی جماعت کے بزرگ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں:

''حضرت کے ذخیرہ کاغذات میں مشاہیر علماء...مولانا محمد زکریا حنفی سہارن پوری مدظلہ (رحمہ اللہ)...کے

مکاتیب کا ایک ذخیرہ بھی ہے جو صحاح ستہ کے مشکل تدریسی مقامات وغیرہ کے حل پر مشتمل ہے۔''

[الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی: ۲۲۷]

قوسین میں ''رحمہ اللہ'' کے الفاظ بھی الاعتصام ہی کے ہیں۔ اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب نے صحاح ستّہ (بخاری، مسلم، نسائی، ابوداود، ترمذی اور ابنِ ماجہ) کے مشکل مقامات کو مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ سے حل کرایا ہے۔

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اپنے استاد مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھتے ہیں:

''مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحبِ ''اوجز المسالک'' اور مصنف ''تبلیغی نصاب'' ایک مرتبہ لاہور آئے تو راقم کے ساتھ ان کی زیارت کے لیے لاہور کے تبلیغی مرکز بلال پارک باغبان پورہ تشریف لے گئے۔''

[الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی: ۴۸۷]

مولانا عزیز شمس صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا محمد زکریا کاندھلوی (م ۱۴۰۲ھ) کی ''اوجز المسالک'' شرح مؤطا مالک وغیرہ تمام کتابوں میں احادیث کی توجیہ وتشریح اس انداز میں کی گئی ہے کہ اس سے حنفی مذہب کی تائید ہو سکے۔''

[مقدمہ، اللمحات: ۱/۱۵]

مولانا محمد قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا زکریا صاحب نے فضائل پر بہت کتابیں لکھی ہیں۔'' [تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں: ۱۸۱]

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بَقِيَّةُ السَّلَفِ حُجَّةُ الْخَلَفِ، اَلشَّيْخُ ،اَلْعَلَّامَةُ مُحَمَّدُ زَكَرِيَّا الْكَانْدِهْلَوِيُّ شَيْخُ الْحَدِيْثِ'' [امام بخاری پر اعتراض کا علمی جائزہ: ۱۰]

کچھ ''فضائلِ اعمال'' کے بارے میں:

فضائلِ اعمال کتاب ''حکایاتِ صحابہ، فضائلِ قرآن، فضائلِ نماز، فضائلِ ذکر، فضائلِ رمضان اور فضائلِ تبلیغ'' رسائل کا مجموعہ ہے۔ اس میں ایک رسالہ ''مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج'' مرتبہ مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ بھی شامل ہے۔

مولانا عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد، مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''مولانا نے مجموعی طور پر ۱۲۷ر چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جن میں سے ایک فضائلِ اعمال ہے۔''

[تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ: ۹۰]

فضائل اعمال کتاب حدیثوں سے بھری پڑی ہے جیسا کہ اس کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں اور پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد نے اس کا یوں اعتراف کیا ہے:

”میں نے تبلیغی جماعت والوں کو دیکھا، ان کے فضائلِ اعمال کی کتابیں دیکھیں، ان کے وظیفوں کی کتابیں دیکھیں۔حدیث، حدیث، حدیث...حدیث میں یوں آتا ہے...“ [خطبات بہاول پوری:۴/۴۵]

اللہ تعالیٰ کے فضل سے فضائل اعمال کتاب کو بہت مقبولیت ملی، دنیا کی کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا، اگر یہ کہا جائے کہ قرآن کے بعد سب سے زیادہ یہی کتاب پڑھی جارہی ہے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا۔اس کتاب سے استفادہ کرنے والوں میں غیر مقلدین بھی شامل ہیں۔جو غیر مقلدین تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہیں وہ تو اس کتاب سے فیض یاب ہوتے ہی ہیں، ان کے علاوہ دوسرے غیر مقلد بھی اس سے استفادہ کیا کرتے ہیں۔

مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے ”صلوٰۃ الرسول“ کتاب لکھی، اپنی اس کتاب میں نام لیے بغیر فضائلِ اعمال سے حدیثیں لی ہیں جیسا کہ اس کا اعتراف مولانا عبدالرؤف سندھو صاحب غیر مقلد نے کیا ہے۔سندھو صاحب لکھتے ہیں:

”مؤلف [سیالکوٹی (ناقل)] علیہ الرحمۃ نے ”نماز کے لامثال محاسن“ کے تحت پچیس احادیث نقل کی ہیں اور ان کو نقل کرنے سے قبل و بعد ”صحاح ستۃ“ کا حوالہ دیا ہے جب کہ ان میں تیرہ احادیث ایسی ہیں جو کتبِ ستہ میں نہیں بلکہ دوسری کتب میں ہیں...مؤلف نے ان سب حدیثوں کو تبلیغی نصاب سے نقل کیا ہے کیونکہ یہ سب احادیث اس کتاب میں موجود ہیں مگر واضح رہے کہ مولانا زکریا نے ان احادیث کے لیے صحاحِ ستہ کا حوالہ نہیں دیا بلکہ مطلقاً حدیث کی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔مولانا [محمد زکریا رحمہ اللہ (ناقل)] لکھتے ہیں: حدیث کی کتابوں میں نماز کے بارے میں بہت ہی تاکید اور بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں ان سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے تبرکاً چند احادیث کا صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے۔[انتہیٰ (ناقل)] اس کے بعد انہوں نے فضائلِ نماز کے بارے میں چالیس احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے مؤلف علیہ الرحمہ نے بعض کو حذف کردیا اور بعض کی ترتیب میں تبدیلی کی ہے، واللہ اعلم“

[القول المقبول فی تخریج و تعلیق صلوۃ الرسول:۲۶۳]

فضائلِ اعمال کی مخالفت کی وجوہ:

تبلیغی کام کی عمومیت اور کتبِ فضائل کی مقبولیت جہاں اپنوں کے لیے باعثِ خوشی ہے، وہاں مخالفین اس سے کُڑھنے لگے۔اُن کُڑھنے والوں میں ایک طبقہ غیر مقلدین کا ہے۔ان لوگوں نے جہاں تبلیغی جماعت کو اپنے طعن کا نشانہ بنایا وہاں جماعت میں پڑھی جانے والی کتابوں کو بھی ہدفِ تنقید

ٹھہرایا۔انہوں نے جن جن کتابوں کے خلاف اعتراضات اُٹھائے ہیں، اُن میں سے ایک کتاب فضائل اعمال بھی ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ اس میں کسی فرقہ کے خلاف کوئی تردیدی بحثیں نہیں، نہ ہی اس میں کسی فرقہ کو اپنامدِ مقابل ٹھہرایا گیا۔مگراس کے باوجود غیر مقلدین نے اس کتاب کو اپنے طعن کا نشانہ بنایا۔بندہ نے اس پرکافی سوچ و بیچار کی کہ آخر فضائلِ اعمال کے خلاف کتابیں لکھنے کی کیاوجوہ ہوسکتی ہیں؟سوچنے پر جو باتیں ذہن میں آئی ہیں اُنہیں یہاں درج کردیتاہوں۔

پہلی وجہ:اپنی جماعت سے نکلتے غیر مقلدین کو بچانا:

اوپر ''تبلیغی جماعت میں غیر مقلدین کی شمولیت'' عنوان کے تحت غیر مقلدین کے چند حوالے ہم نقل کر چکے ہیں کہ غیر مقلدین بھی جماعت میں وقت لگایا کرتے ہیں...جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جماعت میں لگنے کی وجہ سے کئی لوگ غیر مقلدیت سے تائب ہوگئے جیسا کہ اس کا اعتراف خود بعض غیر مقلدین نے بھی کیاہے۔

چنانچہ مولانا قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد نے تبلیغی جماعت کے متعلق لکھا:

''یہ کئی اہلِ حدیثوں کو حنفی بنانے میں کامیاب ہوگئے۔''[تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں:۱۰۲]

اپنی جماعت سے نکلتے غیر مقلدین کو بچانے کے لیے ان لوگوں نے تبلیغی جماعت اور فضائلِ اعمال کے خلاف کئی کتابیں لکھیں اور بعضوں نے تو اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلد کی کتاب ''تبلیغی جماعت کا اسلام'' کا مقدمہ لکھنے والے صاحب نے کتاب تالیف کرنے کا مقصد بتاتے ہوئے لکھا:

''اس کتاب کے لکھنے کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ ان اہلِ حدیث حضرات کو خبر دار کیا جائے جو تبلیغی جماعت والوں کی میٹھی میٹھی باتوں اور ظاہری اخلاق کی وجہ سے ان کے چکر میں پھنس چکے ہیں۔''[ص:۱۵]

دوسری وجہ:تبلیغی جماعت سے نفرت:

تبلیغی جماعت سے غیر مقلدین کو کئی وجوہ سے چڑ ہے جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ جماعت کی قیادت علمائے احناف کے پاس ہے جب کہ غیر مقلدین انہیں اپنا مقابل سمجھتے ہیں،اس لیے وہ جماعت کی مخالفت میں اس حلقہ میں پڑھی جانے والی کتاب ''فضائلِ اعمال'' کی بھی مخالفت کیا کرتے ہیں۔پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلد نے لکھا:

''تبلیغی جماعت دراصل حنفیت کی گونگی تبلیغ ہے۔''[تبلیغی جماعت۔تاریخ وعقائد:۱۳] مزید دیکھئے

اعتراض:۵۴

تیسری وجہ: حدیثوں پر بلاوجہ جرح کا شوق:

غیر مقلدین کا ایک فرقہ ایسا بھی ہے جس نے حدیث پر تنقید کو اپنا مشن بنایا ہوا ہے جیسا کہ ہم نے خود غیر مقلدین کا اپنا اعتراف اعتراض:۸۸ر کے تحت نقل کر دیا ہے۔ فضائل اعمال میں بھی حدیثیں جمع کی گئی ہیں تو ان لوگوں نے اسے بھی تنقید کا ہدف بنا لیا۔ اور پھر تنقید کرتے ہوئے بہت سے مقامات پر وہ باتیں لکھ دیں جو حدیث کے خلاف ہیں۔ مثلاً:

(۱)......حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے کھانے کی تسبیح سنی اور کنکریوں کی آواز سماعت فرمائی۔ مگر معترض نے فضائل اعمال پر تنقید کرتے ہوئے کہہ دیا کہ صحابہ کرام جمادات کی بولی نہیں سُن سکے۔ دیکھئے اعتراض:۲۶

(۲)......حدیث میں ہے کہ مُردہ دفنا کر جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ مگر معترض نے سماعِ موتی کے نظریہ پر طعن کیا۔ دیکھئے اعتراض:۲۷

(۳)......حدیث کی رُو سے سونے والا شخص مرفوع القلم ہے یعنی خواب میں اس سے جو عمل صادر ہو جائے؛ اسے گناہ نہیں ہوگا۔ مگر معترض نے خواب کے عمل کو گستاخی قرار دے دیا۔ دیکھئے اعتراض:۲۸

(۴)......حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابی اور جبریل علیہ السلام نے ''**یَا مُحَمَّدُ**'' کہا۔ مگر معترض کا نظریہ ہے کہ دورِ نبوی میں ''**یَامُحَمَّدُ**'' کہنا جائز نہ تھا۔ بلکہ یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ قرآن میں ''**یَامُحَمَّد**'' کہنے کی ممانعت ہے۔ دیکھئے اعتراض:۳۶

(۵)......**عَلَیْکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ** حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نوافل کی کثرت کرنی چاہیے۔ مگر معترض نے اعتراض کر دیا کہ گیارہ رکعات سے زیادہ نفل نہ پڑھے جائیں۔ دیکھئے اعتراض:۳۱

(۶)......**اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ** حدیث کی رُو سے توبہ کرنے والا بخشا بخشایا ہے مگر معترض نے اسے گناہ گار قرار دیا۔ دیکھئے اعتراض:۴۲

(۷)......ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ مگر معترض نے اس پر بھی اعتراض جڑ دیا۔ دیکھئے اعتراض:۴۸

(۸)......ساری رات عبادت کرنا حدیث سے ثابت ہے مگر معترض نے اس پر بھی اعتراض کر دیا۔ دیکھئے اعتراض:۵۳

(۹)......سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔ (مسلم) مگر معترض

نے حیات الانبیاء کا انکار کر دیا۔ دیکھئے اعتراض: ۷۸

(۱۰)......حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ پر درود پیش ہوتا ہے مگر معترض نے اس کا رَد کر دیا۔ دیکھئے اعتراض: ۸۲ [تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ]

چوتھی وجہ: اصولِ حدیث سے انحراف :

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے لکھ دیا ہے:

''اخیر میں اس امر پر تنبیہ بھی ضروری ہے کہ حضرات محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسع ہے اور معمولی ضعف قابلِ تسامح ہے باقی صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہی ہیں اور ظاہر ہے کہ تاریخ کا درجہ حدیث کے درجہ سے کہیں کم ہے۔'' [فضائلِ اعمال: ۳۸۴]

کئی غیر مقلد علماء نے بھی اعتراف کیا ہے کہ محدثین کے ہاں ضعیف حدیثیں فضائل میں قابلِ قبول ہوا کرتی ہیں، دیکھئے اعتراض نمبر: ۸۷/ کا جواب۔ لیکن غیر مقلدین کے ایک طبقہ نے اصولِ حدیث سے انحراف کرتے ہوئے اپنے اعتراضات کی بنیاد فضائل میں وارد شدہ حدیثوں کے ضعف کو بنایا ہے۔ ضعیف حدیثوں کو فضائل میں تسلیم نہ کرنے کے حوالے سے غیر مقلدین غلطی پر ہیں مگر وہ اپنی اصلاح کی بجائے فضائلِ اعمال پر اعتراضات کیا کرتے ہیں۔

پانچویں وجہ: تکفیری ذہن:

غیر مقلدین کا ایک طبقہ تکفیری ذہن رکھتا ہے جیسا کہ اس کا اعتراف خود غیر مقلد علماء نے کیا ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد اپنے لوگوں کے متعلق لکھتے ہیں:

''اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں، بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔'' [لغات الحدیث: ۲/۹۱: ش]

مولانا شرف الدین دہلوی صاحب غیر مقلد اپنے غیر مقلدین کے متعلق لکھتے ہیں:

''ان صاحبان کے پاس سوا کفر کی ٹکسال کے اور کیا رکھا ہے مگر کفر بھی مسلموں اور موحدوں کے لیے ڈھالتے ہیں۔ ملحدین کفار کے لیے نہیں۔ یہ سب حسد یا لاعلمی یا خود غرضی ہے اور کچھ نہیں۔''

[فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۲۱۱]

مولانا الٰہی بخش صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ہم مسلمین کو پھوٹ کی وبا سے محفوظ رکھے جو ذرہ ذرہ بات پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور فتویٰ لگانے سے خود کافر ہو جاتے ہیں۔'' [فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۲۱۳]

غیر مقلدین میں ''وکیل اہلِ حدیث'' کا لقب پانے والے بزرگ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''مولوی عبدالوہاب ساکن صدر بازار دہلی...کو مسئلہ ترکِ تقلید میں غلو ہے اور وہ مطلق تقلید سے منکر ہیں اور تمام مقلدین کلمہ گو کو کافر کہا کرتے ہیں۔'' [اشاعۃ السنۃ:۳۵۸/۲۳]

مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد، اہلِ حدیثوں کو تکفیری کہتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تکفیری توپوں کے رُخ غیروں کی بجائے اپنوں کی طرف زیادہ ہیں۔'' [فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ:۵۰۵/۱]

غیر مقلدین کے تکفیری لوگ فضائلِ اعمال لکھنے اور پڑھنے والوں کے عقائد کو تکفیری ذہن کی وجہ سے کفریہ سمجھتے ہیں اس لیے ان کی تردید کے درپے ہو گئے ہیں۔

چھٹی وجہ: کشف والہام کا انکار:

غیر مقلدین کے موجودہ طبقہ میں کثیر افراد ایسے پائے جاتے ہیں جو کشف والہام کو علمِ غیب کہہ کر اس کے ثبوت کا انکار کر دیتے ہیں اور جہاں کہیں فضائل کے رسالوں میں کسی بزرگ کا کشف یا الہام دیکھتے ہیں تو اس کی تردید کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ مخلوق کو کشف والہام کا ہونا حدیثوں سے ثابت ہے مثلاً: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی چیزوں کا کشف ہوا: مکہ میں بیٹھے ہوئے بیت المقدس کو دیکھنا، سیدنا موسی علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لینا، جنت و دوزخ کو دیکھنا وغیرہ۔

اسی طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حمل کا کشف ہوا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دور دراز کے علاقہ میں لڑتا ہوا لشکر نظر آیا تو **یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلِ** جملہ کہا۔اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مسجد میں اس شخص کا علم ہو گیا جس سے مسجد کی طرف آتے ہوئے بدنظری کا گناہ ہو گیا تھا۔علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''کتاب الروح'' میں کشف والہام کے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ابن القیم کی ثابت شدہ: کتاب الروح...'' (توضیح الاحکام ۱۱۹/۱) مزید دیکھئے ''توضیح الاحکام ۵۵۵/۱، ۵۶۰''

یاد رہے کہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ تارکِ تقلید اہلِ حدیث ہیں، ان کی ایک کتاب میں لکھا ہے:

''ابن القیم رحمہ اللہ جیسے تقلید کے مخالف جنہوں نے اعلام الموقعین میں کئی وجوہ سے تقلید کو باطل ثابت کیا ہے، تقلید کے نام نہاد دلائل کے بخیئے ادھیڑ دیئے۔'' [مقالات الحدیث:۲۳۱]

مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اہلِ حدیث کے سرخیل امام ابنِ قیم رحمہ اللہ'' [فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ:۲۶۳/۱]

غیر مقلدین کے بھی بہت سے علماء ہیں جنہوں نے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی طرح بزرگوں کے

کشف والہام اپنی کتابوں میں بیان کر رکھے ہیں دیکھئے ان کی کتابیں: تذکرہ اہلِ صادق پور، کرامات اہلِ حدیث وغیرہ۔

لیکن غیر مقلدین کا ایک طبقہ کشف والہام کو علمِ غیب کا درجہ دیتا ہے۔اس لیے کشف والہام والے واقعات پہ سیخ پا ہو جاتا ہے۔اگر یہ طبقہ کشف والہام کا وجود مان لے تو فضائل کی کتابوں پہ کیے گئے اعتراضات فنا ہو جائیں گے۔کشف والہام کا ثبوت اپنی جگہ مسلّم ہے،اس لیے غیر مقلدین کو بجائے فضائل اعمال پر اعتراضات کے اپنی اصلاح کر کے کشف والہام کی حقیقت تسلیم کر لینی چاہیے۔

ساتویں وجہ: کرامات سے عقائد کشید کرنا:

غیر مقلدین کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو کرامات سے عقائد کشید کرتا ہے مثلاً: اگر کرامت کے ذریعے کسی بزرگ کو کوئی کشف ہو گیا، مستقبل کی کسی خبر کی اطلاع ہو گئی تو یہ لوگ ایسی باتوں کو کرامت کہنے کی بجائے یوں تاثر دینے لگ جاتے ہیں کہ دیوبندی اپنے بزرگوں کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اس لیے انہیں فلاں فلاں چیزیں معلوم ہو گئیں۔

حالانکہ کرامت ومعجزہ سے کسی مخفی بات کا علم ہو جانا اپنی جگہ مسلَّم ہے مگر اسے علم غیب کا نام دینا غلط ہے، مثلاً: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی غیب کی باتوں کی خبر دی گئی، صحابہ کرام اور اولیاء امت کو بھی کئی کشف ہوئے مگر اہلِ حق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ اور اولیاء امت کو عالم الغیب نہیں کہتے۔

مستقبل کے حالات کی خبر دینے کو ''علم الغیب'' سے تعبیر کر کے اعتراض کرنے والے یہاں درج ذیل اقتباس ملاحظہ کریں۔

حدیث میں آتا ہے کہ سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اِس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''مومن کے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ اس اعتبار سے کہا گیا ہے کہ بعض مومنوں کو خواب کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مستقبل کے حالات سے باخبر کر دیتا ہے جیسے نبیوں کو وحی کے ذریعے سے اگاہ کیا جاتا رہا ہے۔'' [شرح ریاض الصالحین: ۱/۶۶۴]

اسی طرح کرامت کے ذریعے کوئی کارنامہ وجود میں آجائے تو مخالفین الزام لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ دیوبندی اپنے بزرگوں کو مختارِ کل سمجھتے ہیں حالانکہ معجزہ اور کرامت کے ذریعے جو کام بھی وجود میں آتا ہے اس میں نبی یا ولی کی اپنی طاقت نہیں ہوتی، بلکہ اس کے پیچھے اللہ کی قدرت کارفرما ہوتی ہے البتہ اس کا ظہور نبی یا ولی کے ہاتھوں ہوتا ہے۔اولیاء کرام کی کرامات سے انہیں حاضر و ناظر، عالم الغیب اور مختارِ کل سمجھ لینا دورِ حاضر کے اہلِ بدعت کی سوچ ہے، اہلِ السنّت والجماعت اہلِ حق کی نہیں۔

افسوس! بہت سے غیر مقلدین بھی ایسی سوچ رکھتے ہیں۔فرق اتنا ہے کہ وہ بزرگوں کی کرامات کو دیکھ کر انہیں خدائی اختیارات سے موصوف مان لیتے ہیں اور جب کہ غیر مقلدین کرامات سے عقائد کشید کر کے انہیں علمائے اہلِ سنت کے سر تھوپ دیتے ہیں۔حالانکہ جس طرح اہلِ بدعت کا کرامات سے عقائد کو اخذ کر کے اپنا عقیدے بنالینا غلط ہے اسی طرح غیر مقلدین کا کرامات سے عقائد کو کشید کر کے اہل السنّت کے سر مڑھنا ناانصافی ہے۔اگر غیر مقلدین کشف وکرامات سے عقائد کشید کر کے اہلِ سنت کے ذمہ لگانا چھوڑ دیں تو ان کے بہت سے اعتراضات اپنا وجود کھو بیٹھیں گے۔کرامات سے عقائد کشید کرنے کی غلطی غیر مقلدین کی اپنی ہے مگر وہ اپنی اصلاح کرنے کی بجائے اہلِ سنت پر الزام تراشی شروع کر دیتے ہیں۔

یہاں یہ بھی سوچ لیں کہ اگر بالفرض تبلیغی جماعت کے عقائد خراب ہوتے تو اُن کے ساتھ جُڑنے اور وقت لگانے والوں کے عقائد متاثر ہوتے جب کہ اُن کے عقائد کی صحت کو کئی غیر مقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں مثلاً:

مولانا محبّ اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد، جماعت میں وقت لگانے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

''وہ عقیدۃً اور عملاً مسلمان ہو گئے ہیں اور گواس سے بیشتر انہوں نے کبھی اپنی پیشانی اللہ کے حضور زمین پر نہیں رکھی تھی لیکن اب وہ پکے نمازی بن گئے ہیں اور اس طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح اور سب مسلمان پڑھتے ہیں۔'' [مقالاتِ راشدیہ:۱/۱۵۵]

راشدی صاحب کی گواہی '''' وہ عقیدۃً اور عملاً مسلمان ہو گئے ہیں'' کو ایک دفعہ پھر پڑھ لیں۔

آٹھویں وجہ: تصوّف سے بغاوت:

موجودہ غیر مقلدین میں سے اکثر لوگ تصوف کے باغی ہیں۔یہاں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد کا دُکھڑا سنتے جائیں۔بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''بیس پچیس برس سے ہمارے بعض اصحابِ قلم نے صوفیاء پر تنقید کو اپنے لیے ضروری قرار دے رکھا ہے۔''

[دبستانِ حدیث:۶۳۳]

بھٹی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''نہایت افسوس ہے کہ اب دعا و وظائف اور تصوف کی روایت جماعتِ اہلِ حدیث میں ختم ہو گئی ہے۔بلکہ میں نے سُنا ہے کہ بعض برخود غلط لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**۔''

[نقوشِ عظمتِ رفتہ:۲۳]

چونکہ فضائل اعمال میں کہیں کہیں تصوف اور صوفیاء کا ذکرِ خیر بھی ہے، اس لیے تصوف کے باغی غیر مقلدین فضائل اعمال پر برسنا شروع کر دیتے ہیں۔حالانکہ تصوّف کی وجہ سے اعتراضات کرنا دو وجوہ

سے درست نہیں۔

اول: اس لیے کہ غیر مقلدین کے اکابر تصوف کے قائل ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ تصوف قرآن و حدیث سے ثابت شدہ چیز ہے اور اصلاحِ نفس میں یہ بہت مؤثر ہے۔ حوالہ جات ہم نے کتاب میں نقل کر دیئے ہیں۔ دیکھئے اعتراضات نمبر ۱۰۸/تا ۱۱۶/ کے جوابات۔

دوم: غیر مقلدین صوفیاء کی حکایتوں سے عقائد کشید کر کے مصنفِ فضائل اعمال مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ پر تھونپ دیتے ہیں جب کہ انہوں نے خود ہی وضاحت کر دی ہے کہ یہ حکایتیں تاریخی حیثیت کی ہیں حضرت کے الفاظ یہ ہیں:

’’صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہی ہیں۔‘‘ [فضائلِ اعمال: ۳۸۴]

صاف ظاہر ہے کہ تاریخ سے عقائد ثابت نہیں ہوتے۔ مگر افسوس کہ غیر مقلدین تاریخی واقعات کو دیوبندی عقائد کہہ کر اس کی تردید کرنے لگ جاتے ہیں۔

نویں وجہ: مخالفت برائے مخالفت:

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’یہ جو اتنی سر کھپائی اور مغز ماری کی گئی ہے، اس پر تو کوئی جزاک اللہ بھی نہیں کہے گا۔ بلکہ الٹا اس سے جمعیت کے بعض ارکانِ عالی قدر کی پیشانیوں پر بھی شکنیں ابھر آئی ہوں گی۔ میرے جن سات صحافی بھائیوں نے ’’ترجمان الحدیث‘‘ کا خاص نمبر اتنی محنت سے مرتب کیا، وہ بھی میری سیدھی سادھی باتوں سے چیں بہ چیں ہوں گے اور علامہ احسان الٰہی ظہیر کے نازک مزاج مداحوں کو بھی طیش آ رہا ہوگا کہ میں نے علامہ کے متعلق لکھتے وقت ان کے دماغ سے کیوں نہیں سوچا؟ ان کے قلم سے کیوں نہیں لکھا؟ اور زبان سے کچھ کہنے کے لیے ان کی زبان سے کیوں مدد نہیں لی؟... میری ان گزارشات کو خوردبین سے دیکھا جائے گا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے، ان حضرات سے جان چھڑانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ان عالی قدر خدامِ جماعت کی تگ و دو میں بھی پیٹ کا بہت بڑا دخل ہے‘‘ [ہفت اقلیم: ۲۴۸]

بھٹی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

’’جماعت اہلِ حدیث کے علماء عظام کو لیجئے، یہاں ہر شخص مقامِ اجتہاد پر فائز ہے اور ہر چھوٹا بڑے کے مقابلے میں تلوار لیے کھڑا ہے، زبان سے بھی للکار رہا ہے اور قلم سے بھی فرمانِ شاہی جاری کر رکھا ہے کہ ’’چل میرے خامہ بسم اللہ‘‘ اس گستاخی کا نام ہم نے کلمہ حق رکھا ہے۔ جن بزرگوں سے فیض حاصل کیا ہے اور جن کی توجہ سے کچھ پڑھنے کے لائق ہوئے انہی کی مخالفت کو اپنا فرض ٹھہرا لیا۔‘‘

[نقوش عظمت رفتہ: ۳۵۳/ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور]

جب غیر مقلدین کو ''مخالفت برائے مخالفت'' کا اتنا شوق ہے کہ ہر چھوٹا بڑے کے سامنے تلوار لیے کھڑا ہے اور اپنے استادوں کی مخالفت تک کو فرض سمجھتے ہیں تو وہ کسی اور کی کیا رعایت کریں گے؟

دسویں وجہ: اختلاف کو ہوا دینے اور نکتہ چینی کے خوگر:

مولانا سیف اللہ صاحب غیر مقلد اپنے غیر مقلدین کے متعلق کہتے ہیں:

''مگر یہ (مجھ پر) ناراض ہیں، ہر وقت اختلافی باتیں کیوں نہیں کرتا، بڑا تنگ کیا گیا...اکثر اہل حدیث اعتماد اس پر کرتے ہیں جو ہر تقریر میں اختلاف رائے واضح کرتا رہے یہی وجہ ہے کہ میں جماعت میں مقبول نہیں ہوسکا۔'' [ہم اہلِ حدیث کیوں ہوئے؟:۴۳۴]

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

''ایک عجیب بات یہ ہے کہ اہلِ حدیث عموماً نہایت متشدد ہوتے ہیں۔ تھوڑی سی چیز پر سخت سے سخت نکتہ چینی کے خوگر۔'' [حضرت مولانا داؤد غزنوی:۱۸]

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد اپنے غیر مقلدین کی طرف سے خدشہ پیش آنے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان حضرات کی بارگاہ پُرعصمت سے ہمیں کیا ملے گا؟ تنقید! طعن و تشنیع!! غصے سے بھرپور باتیں!!!! ان فرامین مقدسہ سے ہماری تواضع فرمائی جائے گی کہ یہ غلط ہے۔ وہ غلط ہے۔ یہ واقعہ یوں بیان کرنا چاہیے تھا اور یہ یوں لکھنا چاہیے تھا۔ وہ بات سمجھ میں نہیں آئی اور یہ بات واضح نہیں کی۔'' [ہفت اقلیم:۲۴۹]

فضائلِ اعمال کے دفاع میں لکھی گئی کتابیں:

بہر حال وجوہات کچھ بھی ہوں غیر مقلدین نے فضائل اعمال کے خلاف ایک مہم چلا رکھی ہے اور باقاعدہ اس حوالے سے کتابیں لکھ رہے ہیں۔ علمائے اہل سنت نے انہیں جوابات بھی دیئے ہیں۔ جوابی کتابوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱...... کتبِ فضائل پر اشکالات کے جوابات، مصنفہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ، اس میں غیر مقلدین کے اشکالات کا جواب بھی ہے۔

۲......آپ کے مسائل اور ان کا حل، مؤلفہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ۔ حضرت نے اپنے فتاویٰ کے مجموعہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں تبلیغی جماعت اور فضائل اعمال پر بعض اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

۳......ایک یادگار ملاقات، مشمولہ تجلیاتِ صفدر، حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

۴......فضائلِ اعمال پر اعتراض کیوں؟، مولانا محمد اسماعیل محمدی رحمہ اللہ

۵......تبلیغی جماعت علمائے حق کی عدالت میں، مولانا محمد ایوب کوہاٹی دام ظلہ

۶......فضائلِ اعمال وصدقات پر بعض اعتراضات کے جوابات، مؤلفہ: مولانا محمد بلال حفظہ اللہ

فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع:

بندہ نے بھی زیرِ نظر کتاب فضائل اعمال کے دفاع میں لکھی ہے جو نسبتاً مفصل ہے۔ اس کتاب کا مختصر سا تعارف اور کچھ دیگر باتیں یہاں عرض کر دیتا ہوں۔

(۱)......فضائلِ اعمال کے دفاع پر یہ تفصیلی کتاب ہے، اس پہلی جلد میں غیر مقلدین کے ۱۳۰؍ اعتراضات کا جواب ہے۔

(۲)...... بندہ نے کوشش کی ہے کہ ہر جگہ مخالف کا اعتراض پورا نقل کر کے جواب دیا جائے۔

(۳)...... چونکہ اصل جواب تحقیقی ہوتا ہے، اس لیے بندہ نے ہر اعتراض کا پہلے تحقیقی جواب دیا ہے۔ اگر کہیں تحقیقی جواب نہ دیا ہو یا تحقیقی جواب کمزور ہو تو مجھے ایسے مقام کی نشاندہی کی جائے۔

(۴)...... تحقیقی جواب دینے کے ساتھ بہت سی الزامی عبارتیں بھی پیش کی ہیں۔ چونکہ اس کتاب میں غیر مقلدین کو انہی کا آئینہ بھی دکھایا ہے اس لیے فضائلِ اعمال کے دفاع کے ساتھ ساتھ یہ کتاب غیر مقلدیت کا اچھا خاصا تعارف کرا سکے گی، ان شاء اللہ۔

(۵)......اگر کہیں الزامی جواب کے اندر تحقیقی جواب بھی موجود تھا تو صرف الزامی جواب پر اکتفاء کر لیا مثلاً معترض نے کہا: تلاوت کا ثواب ایصال کرنا بے دلیل ہے۔ بندہ نے اس پر جو الزامی حوالہ جات پیش کیے ہیں اُن میں تلاوت کے ایصالِ ثواب کی دلیل بھی موجود تھی۔ دیکھئے اعتراض: ۲۵

(۶)......مخالفین نے فضائلِ اعمال پر اعتراض کرتے ہوئے جو بھی عبارت پیش کی خواہ اس کا تعلق تصوف سے تھا، تاریخ سے تھا، مسائل سے تھا یا بزعمِ غیر مقلد عقائد سے تھا غرض جیسی کیسی عبارت تھی بندہ نے تحقیقی جواب دینے کے بعد اس طرح کی عبارت بلکہ اس سے بڑھ کر عبارت غیر مقلدین کی کتابوں سے پیش کر دی ہے۔ جہاں انہیں ان کے گھر سے ایسی عبارات نہ دکھائی ہوں، ایسے مقامات کی گنتی تو نہیں کی، البتہ اندازہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں سے زیادہ نہیں ہوں گے، اِن شاءاللہ۔

(۷)...... غیر مقلدین کے پاس جب الزامی حوالہ جات کا جواب نہیں ہوتا تو جان چھڑانے کا آخری حل یہی ہوتا ہے کہ ہم قرآن وحدیث ماننے کے پابند ہیں، اپنے ان مولویوں کو نہیں مانتے...

عرض ہے کہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ:

''اہلِ حدیث جو کچھ کرتے اور جو کچھ کہتے ہیں سب حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر کرتے اور کہتے

ہیں۔اپنی رائے محض سے نہ کچھ کہتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔''[واضح البیان: ۵۶۰،مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد]

غیر مقلدین کو مذکورہ بالا دعوے کی وجہ سے اپنے علماء کی باتوں کو حدیث سے ماخوذ سمجھ کر مان لینا چاہیے۔

نیز اگر غیر مقلدین اپنے مولویوں کو نہ بھی مانیں،اُن پر وہ فتویٰ تو لگا سکتے ہیں جو مصنف فضائلِ اعمال، دیوبند، تبلیغی جماعت اور احناف پر لگایا ہے مثلاً اگر فضائلِ اعمال میں موجود کسی عمل کو بدعت کہا، کسی کو شرک، کسی کو مخالفتِ حدیث اور کسی کو عقیدہ کا بگاڑ قرار دیا، جب کہ بالکل وہی عمل غیر مقلدین کی کتابوں میں مذکور ہے تو اپنے غیر مقلدین کو بدعتی ،مشرک، مخالفِ حدیث اور عقیدہ کو بگاڑنے والا کہیں۔کسی پر فتویٰ لگانے کے لیے انہیں ماننا ضروری نہیں ہوتا۔ہماری اس کتاب کا جو غیر مقلد جواب لکھے وہ اپنے غیر مقلد علماء کو نہ بھی مانے اُن پر فتویٰ تو لگا سکتا ہے،لہٰذا صرف یہ کہنا دینا کافی نہیں ہوگا کہ میں ان کو نہیں مانتا بلکہ اُن پر فتویٰ لگانا ضروری ہے۔

(۸)......عموماً کوشش رہی ہے کہ جہاں کہیں کسی غیر مقلد کی کتاب کا حوالہ دیا تو کتاب اور صفحہ کی تعیین کے ساتھ دیا ہے۔

(۹)......اس کتاب میں غیر مقلدین کی کتابوں میں سے درج ذیل چار کتب کا جواب دیا گیا ہے۔

۱......تبلیغی جماعت کا نصاب،مؤلفہ جناب محمد شکیل احمد میرٹھی

۲......تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ،مؤلفہ مولانا عبید الرحمٰن محمدی

۳......تبلیغی جماعت تاریخ وعقائد،مؤلفہ پروفیسر طالب الرحمٰن

۴......تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں،مؤلفہ مولانا محمد قاسم خواجہ

(۱۰)......ان کتابوں کا الگ الگ باب کی صورت میں جواب دیا ہے۔نیز ہر کتاب کا صفحات کی ترتیب سے جواب لکھا یعنی جو اعتراض پہلے تھا اس کا جواب پہلے دیا پھر ترتیب سے جواب دیتا گیا۔

(۱۱)......ان کتابوں میں سے فضائلِ اعمال پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔بعض ناشرین نے فضائلِ درود کو بھی فضائلِ اعمال کے ساتھ شامل کر کے شائع کیا ہے،اس لیے بندہ نے فضائلِ اعمال کے ساتھ فضائلِ درود پر وارد اشکالوں کا جواب بھی عرض کر دیا۔

(۱۲)......مذکورہ چار کتابوں میں تبلیغی جماعت پر بھی اعتراضات کیے ہیں اور فضائل کی دیگر

کتابوں: فضائلِ صدقات، فضائلِ حج کو بھی اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا ہے۔ ان کا جواب الگ بہ عنوان ''تبلیغی جماعت کا عادلانہ دفاع'' لکھنے کا ارادہ ہے، اِس لیے ایسے اعتراضات کا جواب اس کتاب ''فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع'' میں عرض نہیں کیا۔

(۱۳)......ان چار کتابوں میں مذکور جس اعتراض کا جواب بندہ نے ایک بار کہیں دے دیا، اگر وہی اعتراض دوسری کتاب میں آیا تو اسے عموماً نظر انداز کر دیا ہے اس لیے اگر کسی اعتراض کا جواب مطلوبہ باب میں نہ ملے تو اسے تلاش کرنے کے لیے دوسرے ابواب کو دیکھ لیا جائے۔ فہرست دیکھ لی جائے تو بھی مطلوبہ اعتراض کے جواب تک پہنچنے میں آسانی رہے گی۔

(۱۴)......قریباً ہر جگہ غیر مقلدین کے اعتراض کی عبارت کو لفظ بہ لفظ نقل کیا ہے بلکہ بہت سے مقامات پر فضائلِ اعمال کی جس عبارت پر اعتراض کیا گیا اسے بھی نقل کیا تا کہ بات واضح طور پر قارئین کو سمجھ آسکے۔

(۱۵)......فضائلِ اعمال کے دفاع میں جو کتابیں پہلے لکھی گئی ہیں، اُن سے بھی بندہ نے استفادہ کیا ہے اور بہت کچھ نیا مواد بھی اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

(۱۶)......بہت سے ایسے اعتراضات کے جواب بھی عرض کر دیئے ہیں جنہیں پہلوں نے اختصار یا مصروفیت کے پیشِ نظر یا انہیں سطحی سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔

(۱۷)......تبلیغی جماعت اور فضائلِ اعمال کے خلاف بندہ کے پاس غیر مقلدین کی دس کتابیں موجود ہیں مگر مذکورہ بالا چار کتابیں نسبۃً پرانی ہیں اس لیے میں نے پہلے انہی کا جواب لکھنا مناسب سمجھا۔

(۱۸)......غیر مقلدین کی طرف سے فضائلِ اعمال یا تبلیغی جماعت کے خلاف کوئی نئی کتاب منظرِ عام پہ آئے تو اطلاع دیں۔ بندہ اس کا بھی منصفانہ جائزہ لے گا، اِن شاءاللہ۔

(۱۹)...... یہ کتاب اگر چہ نسبۃً جامع اور مفصل ہے مگر اس سے پہلے لکھی گئی کتابوں کی اپنی افادیت ہے، بلکہ وہ **اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ** کی مستحق ہیں۔ اِس لیے اُن کا بھی ضرور مطالعہ کیا جائے۔

(۲۰)......کچھ لوگ اختصار کو پسند کرتے ہیں، نیز وہ محض تحقیقی جواب کے متلاشی ہوتے ہیں جب کہ بندہ نے تفصیل سے لکھا ہے اور الزامی جوابات بھی عرض کیے ہیں، اس لیے اگر ایسے لوگوں کی تسکین نہ ہو تو ان سے پیشگی معذرت ہے۔

(۲۱)......جواب دیتے ہوئے جہاں قرآن وحدیث اور اقوالِ صحابہ کو پیش کیا گیا وہاں محدثین کے حوالے بھی پیش کیے ہیں کیونکہ غیر مقلدین محدثین سے عقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ تمام

محدثین تارکِ تقلید تھے۔

(۲۲)......جن چار کتابوں کا جواب دیا ہے ان میں کوئی ایسا اشکال جس کا تعلق فضائلِ اعمال سے ہو اور اس کا جواب میری اس کتاب میں درج ہونے سے رہ گیا ہو، اس کی نشاندہی فرمائیں۔ دوسری جلد میں اس کا جواب عرض کر دیا جائے گا، اِن شاءاللہ۔

(۲۳)......اِس کتاب کو وقفہ وقفہ سے لکھا جاتا رہا بیچ میں مہینوں کا انقطاع رہا بلکہ ایک بار سالوں کا وقفہ بھی آیا، اِس لیے ہوسکتا ہے کہ کہیں تکرار آ گیا ہو۔ اگر کہیں تکرار ملے تو صرف نظر سے کام لیا جائے۔

(۲۴)......احباب کو جب میری اس کتاب کے لکھے جانے کا علم ہوا تو کچھ لوگوں نے فرمائش کی کہ غیر مقلدین کے علاوہ دوسرے جن لوگوں نے فضائلِ اعمال پر اعتراضات کیے ہیں ان کے جوابات بھی ہو جائیں تو اچھا ہوگا مگر ان کی فرمائش کو اس وجہ سے پورا نہ کر سکا کہ جواب دینے کے لیے خود معترض کے فرقہ کی کتابیں بھی درکار ہوتی ہیں جب کہ غیر مقلدین کے علاوہ دوسرے لوگوں کی کتابیں میرے پاس نہیں۔ دیگر فرقوں کے اعتراضات کے جواب کے لیے کوئی اور صاحب ہمت کر لیں گے۔ اِن شاءاللہ۔

(۲۵)......بندہ نے جب کتاب لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تو احباب میں سے بعض نے مشورہ دیا کہ ایک ہی اعتراض جس جس کتاب میں ہو سب کتابوں کی عبارت نقل کر کے سب کا جواب ایک ہی جگہ آجائے۔ بعض نے رائے دی کہ کتاب میں اھم فالاھم کی ترتیب ہو یعنی پہلے اُن اعتراضات کا جواب ہو جو توحید سے متعلقہ ہوں، پھر اُن کا جو رسالت و نبوت کے حوالے سے ہوں، پھر اُن کا جو صحابہ کرام سے بارے میں ہوں ....مگر بندہ نے کتاب وار ہر کتاب کا الگ الگ جواب لکھنا مناسب سمجھا تاکہ کوئی غیر مقلد جواب الجواب لکھنا چاہے اُسے آسانی رہے۔ ہم نے اُن کی آسانی کے لیے ہر کتاب کا الگ الگ جواب لکھا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ وہ ہماری طرف سے دی گئی آسانی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کتنا جلدی جواب الجواب لکھتے ہیں؟ ہمیں اس کا انتظار رہے گا۔

(۲۶)......کئی جگہ غیر مقلدین کے اعتراضات میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کو اُن کے شایانِ شان مخاطب نہیں کیا گیا۔ قارئین ایسے مقامات پر مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد کی درج ذیل عبارت ذہن میں لے آنا:

''اکثر اہلِ حدیث علماء اپنے اساتذہ کے ادب واحترام کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھتے۔''

[الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیادِ بھوجیانی: ۱۷۶]

جو لوگ اپنے اساتذہ کے ادب واحترام کو پامال کر دیتے ہوں اُن سے کسی سنّی عالم کے ادب کیا

توقع کریں؟

معترضین کے سطحی اعتراضات:

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’اعتراض کرنے والوں نے کس کو چھوڑا ہے؟...دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ خود اعتراض میں کتنا وزن ہے۔‘‘

[اَرمُغانِ حنیف: ۱۵۳]

فضائلِ اعمال پر کیے گئے اعتراضات کتنے وزنی ہیں؟ اس کے لیے آنے والا اقتباس ملاحظہ ہو۔

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب غیر مقلد کی کتاب ’’تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں‘‘ کی ابتداء میں کسی صاحب نے ’’حرفِ ناصحانہ‘‘ عنوان سے دو صفحات تحریر کیے ہیں۔ ذیل میں اس تحریر کا ایک اقتباس پڑھیے:

’’تبلیغی جماعت کے طرزِ تبلیغ اور نصاب تبلیغ کے حوالے سے گزشتہ پون صدی سے اب تک کئی تحریریں معرض وجود میں آئی ہیں، ان میں بیشتر تحریروں میں یا تو مسلکی تعصب کا اظہار ہے یا سیاسی اغراض و مقاصد کار فرما ہیں یا پھر سطحی اور رَدِّی اعتراضات ایسے غیر علمی انداز میں اُٹھائے گئے ہیں کہ جس سے خود تنقید نگار ہی کی کم علمی اور جہالت آشکارا ہوتی ہے، ایسی تحریروں اور کتابوں کے مصنفین کے بارے میں بلا خوفِ تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ انہوں نے تبلیغی جماعت کے نہ طرزِ تبلیغ کو سمجھا اور نہ نصابِ تبلیغ کو۔‘‘

[تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں: ۱۰]

اس سے معلوم ہوا کہ فضائل اعمال اور تبلیغی جماعت کے مخالفین نے سطحی قسم کے اشکال کیے ہیں۔ ان اشکال کی سطحیت کہیں تو اس قدر زیادہ ہے کہ قارئین کئی جگہ سوچنے پہ مجبور ہو جائیں گے کہ یہ بھی کوئی اشکال ہے؟ ہو سکتا ہے کہ کچھ قارئین یہ بھی سوچنے لگیں ایسے فضول اعتراض کے جوابات کی ضرورت ہی کیا تھی؟

لیکن بات یہ ہے کہ مخالف کے اعتراض میں جان ڈالنا تو ہمارا کام نہیں۔ ہم نے تو دفاع کا فریضہ سر انجام دیا ہے اُن کا اشکال کتنا ہی سطحی کیوں نہ ہو ہم نے تو اُس کی حقیقت واضح کرنی ہے۔ اگر اُن کے اِن اشکالات کو فضول سمجھ کر چھوڑ دیا جائے تو وہ دعویٰ کریں گے کہ ہمارے ان اشکالات کا جواب کسی کے پاس نہیں۔

تنبیہ: سطحی اشکال کرنے والوں میں ڈاکٹر محمد سلیم صاحب بھی شامل ہیں ان کے اشکالات کی سطحیت کو ہم اپنی اِسی کتاب کی دوسری جلد میں تحریر کریں گے، اِن شاء اللہ۔

اظہارِ تشکر:

اس کتاب کی تالیف میں احباب نے میری بہت حوصلہ افزائی کی ہے ان میں سر فہرست حضرت مولانا محمد منیر احمد منور صاحب دام ظلہ (شیخ الحدیث: باب العلوم کہروڑ پکا) ہیں۔ حضرت وقتاً فوقتاً فون اور

بالمشافہ گفتگو کے ذریعہ حوصلہ افزائی فرماتے ہیں، دعائیں دیتے ہیں اور کبھی کبھی مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی صاحب دام ظلہ (رئیس شعبہ دعوۃ والارشاد، جامعہ خیر المدارس ملتان) بھی رہنمائی کرنے کے ساتھ ساتھ حوصلہ افزائی فرماتے رہے ہیں۔

اور حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب دام ظلہ (فیصل آباد) نے کتاب کے اکثر حصہ کی نظرِ ثانی فرمائی ہے اور کتاب کی اشاعت کے لیے کوشاں ہوئے ہیں۔انہی کی محنت وکاوش سے کتاب اشاعت کے مراحل سے گزر کر قارئین کے ہاتھوں پہنچے گی، ان شاءاللہ۔

جن حضرات نے زبانی دعائیں دی ہیں ان میں میرے تین اساتذہ: حضرت مولانا قاری اللہ نواز صاحب دام ظلہ، حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب دام ظلہ اور حضرت مولانا مفتی عبدالمجید صاحب دام ظلہ شامل ہیں۔

اور حضرت مولانا عمر قریشی صاحب دام ظلہ (کوٹ اڈّو، ضلع مظفر گڑھ) نے موبائل فون پہ گفتگو کرتے ہوئے دعائیں دیں اور کچھ ہدایات بھی کیں۔

اور بھی بہت سے حضرات ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی انداز میں میرا تعاون کیا ہے اُن میں سے کچھ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی صاحب (مدیر مجلّہ تسکین الصدور، بہاول پور)

مولانا حمزہ احسانی صاحب (مدیر مجلّہ صفدر گجرات)

مفتی منور احمد صاحب، مولانا محمد طیب صاحب، مولانا محمد حسن صاحب، مدرسینِ دارالعلوم فتحیہ

دیگر احباب کی دعائیں:

نیز کتاب شروع کرتے وقت موبائل کے ذریعہ احباب کو درج ذیل پیغام بھیجا تھا:

''غیر مقلدین کے اشکالات کے جواب میں بندہ کی کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' زیرِ ترتیب ہے، تکمیل وطباعت کی دُعا فرمائیں۔''

احباب نے دعاؤں سے نوازا۔جن کے دعائیہ کلمات محفوظ ہو سکے وہ یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

''دُعا ہے۔''......پیر طریقت حضرت مولانا جلیل احمد اخون دام ظلہ، بہاول نگر

''اللہ تبارک وتعالیٰ آسانی فرمائے۔''......مفتی محمد یوسف الحسینی حفظہ اللہ، جامعہ مدنیہ بہاول پور

''اللہ خیر کرے اور جلد پایہ تکمیل تک پہنچائے، آمین''......مولانا قاری محمد ابوبکر حفظہ اللہ، جہلم

''بندہ حضرت والا کی کتاب کے لیے دل سے دُعا گو ہے، اللہ آسانی فرمائے، آمین''

......مولانا وسیم اللہ یار، احمد پور شرقیہ

''اللہ پاک مدد فرمائے اور غیب سے اسباب و وسائل مہیا فرمائے، آمین''

......مولانا ظفر اقبال صاحب، کراچی

''حضرت مولانا صاحب! تازہ تصنیف ''عادلانہ دفاع'' کا تذکرہ گذشتہ شب مولوی طارق کی زبان سے سُنا، اب پھر یہ میسیج پڑھا۔ سچ ہے دل باغ باغ ہو گیا۔ آنجناب کی زیارت کرنے، تقریر سننے اور مختلف رسائل میں مضامین پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ بندہ تو اتحاد اہل سنت کے ہر ہر مناظر، مبلغ کا خادم اور دل کی گہرائیوں سے معتقد ہے۔ یقیناً اس تصنیف کی تکمیل وقبولیتِ عامہ کے لیے دعا ہمارا مسلکی فریضہ ہے بغیر خوشامد کے عرض ہے کہ ابھی اسی غرض سے یسین شریف پڑھ کر دُعا کی ہے۔''

......قاری محمد جاوید عظیمی، رحیم یار خاں

میں ان سب حضرات کا شکریہ کا ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے بالخصوص مولانا عبد الرحیم چاریاری صاحب کو زیارتِ حرمین اور سعادتِ دارین نصیب فرمائے اور اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت اور میری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

رب نواز عفا اللہ عنہ......مدیر اعلیٰ ''**مجله الفتحیه**'' احمد پور شرقیہ......یکم رجب ۱۴۳۸ھ

☆......☆......☆......☆

وفیات

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ وخادم خاص حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات رحمہ اللہ [مدینہ منورہ]

حضرت شیخ الحدیثؒ کے تلمیذ وخلیفہ مجاز محدث کبیر حضرت مولانا محمد یونس جون پوری رحمہ اللہ

حضرت شیخ رحمہ اللہ کے فرزند نسبتی، مولانا شاہد سہارنپوری کے والد مولانا حکیم سید محمد الیاس رحمہ اللہ [سہارن پور، انڈیا]

شیخ الحدیث حضرت مولانا نسیم احمد غازی مظاہری بجنوری رحمہ اللہ [مراد آباد، انڈیا]

حضرت مولانا عبد الغنی رحمہ اللہ [کراچی]

جناب نور احمد صاحب [جھہان، سندھ] کی اہلیہ رحمہا اللہ

قارئین سے مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔ [ادارہ]

مولانا سیّد محمد زین العابدین، کراچی

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ کی چند نئی کتابیں

(۱)......حدیث دل:

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ۔ صفحات: ۶۱۶۔ قیمت درج نہیں۔ ناشر مکتبہ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔

اس دنیائے فانی میں بے شمار اِنسان آئے اور گزر گئے اور یقیناً ہر ایک کو اس دنیا سے جانا ہی ہے، کوئی نہیں ہے جو اس دنیا میں ہمیشہ رہے سوائے اُس ذاتِ واحد کے، لیکن ان گزر جانے والے انسانوں میں بھی بہت سی ایسی کامیاب و کامران ہستیاں گزری ہیں کہ جو اپنی نیکی و تقویٰ، خدا خوفی و خدا ترسی، علم و عمل، جہد و عزیمت، تواضع و انکساری، عاجزی و فروتنی اور مجاہدہ و استقامت جیسی اَعلیٰ و ارفع صفات کی بدولت آج تک لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں، اگر چہ ان کا وجود اس دنیا میں نہیں رہا لیکن ان کے چرچے آج بھی موقع بموقع ہوا کرتے ہیں، وہ اِس فانی دنیا کو چھوڑ کر راہی عقبیٰ ہو گئے لیکن اُن کے نیک اعمال، اُن کی نیک صفات اور ان کے اِنقلابی کارناموں نے لوگوں کی زندگیاں بدل ڈالیں ان ہی میں ایک ہمارے مخدوم و محترم بزرگ ''مولانا سعید احمد جلال پوریؒ'' بھی تھے۔

مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اس دنیا میں زندگی بِتانے کا ''پچپن سالہ'' وقت لے کر آئے تھے، جس میں اُن کی زندگی کے ابتدائی ''۲۰ رسال'' تعلیم کے حصول میں گزر گئے، جس کو ہم ''۱۹۵۶ء سے ۱۹۷۷ء'' تک کا عرصہ شمار کر سکتے ہیں، اور درمیانی ''۲۵ رسال'' کا عرصہ جو ''۱۹۷۸ء سے ۲۰۰۰ء'' تک کا ہے، اُنہوں نے اپنے وقت کے پختہ علم عالم دین، مایہ ناز قلم کار اور شیخ وقت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی صحبت میں گزار دیا، گویا ۴۵ رسال کا عرصہ علم و عمل کے حصول میں گزر گیا، عملی میدان میں کچھ کر دکھانے کا وقت ۲۰۰۰ء میں میسر آیا جب کہ شیخ وقت شہادت کی خونی رِدا اوڑھ کر سفر آخرت کو روانہ ہو چکے تھے، اب بینات کے صفحات منتظر تھے کہ نہیں معلوم علامہ بنوریؒ اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی محنت و قربانیوں کی لاج کوئی رکھ سکے گا یا نہیں؟ مولانا جلال پوریؒ نے قلم سنبھالا تو دیکھنے والے اور پڑھنے والے دم بخود رہ گئے کہ صرف نام تبدیل ہوا ہے، کام تو اسی طرح اور اسی انداز کا ہو رہا ہے، نام کو اگر ہاتھ سے چھپا دیں تو لگتا ہی نہیں کہ علامہ بنوریؒ اور مولانا لدھیانویؒ اس دنیا سے چلے گئے، بلکہ یوں ہی لگتا ہے کہ جیسے وہ دونوں موجود ہیں اور قلم

ان کے ہاتھ میں سرپٹ دوڑ رہا ہے اور اپنے وقت کی تاریخ مرتب ہوتی چلی جا رہی ہے، مسلمانوں کی دینی تربیت ہوتی چلی جا رہی ہے، اہل ذوق اور پڑھنے لکھنے سے دلچسپی رکھنے والے حظ اُٹھاتے چلے جا رہے ہیں، یقین کیجیے کہ بینات کے صفحات ہی نہیں ہفت روزہ ختم نبوت اور جنگ اخبار کے اسلامی صفحہ کا بھی یہی حال تھا کہ دیکھنے والے دیکھتے تو دیکھتے ہی چلے جاتے اور مولانا جلال پوری شہیدؒ کو جی بھر بھر کر دعائیں دیتے، مولانا رحمہ اللہ نے بلاشبہ بہت محنت کی وہ ہر ماہ بینات کا کئی صفحات کا اداریہ لکھتے، تعزیتی کالم تحریر فرماتے اور نئی آنے والی مطبوعات پر تبصرہ فرماتے، یہی نہیں بلکہ ہفت روزہ ختم نبوت کا اداریہ بھی لکھتے اور ہر ہفتہ روزنامہ جنگ کا کالم ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' بھی تحریر فرماتے، اور یہ تحریریں ایسی نہ ہوتیں کہ پڑھنے والا اُن سے اکتا جاتا یا پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا کہ کہیں اور سے مواد اٹھا کر اپنی تحریر کو رنگ دیا گیا ہے، ہرگز نہیں، بلکہ مولانا رحمہ اللہ از خود لکھتے، حوالوں کے لیے اقتباسات ضرور نقل کرتے لیکن اس کے بعد ایک سیر حاصل تبصرہ اپنے قلم سے فرماتے، جو کئی صفحات پر محیط ہوتا، اس پر مستزاد یہ کہ اُن کی تحریر علم و ادب سے معمور ہوتی، اور فصاحت و بلاغت سے لبریز ہوتی، اس میں زبان کی چاشنی و حلاوت بھی بکھری نظر آتی، واقعہ یہی ہے کہ مولانا رحمہ اللہ کی تحریر اہل ذوق مزے لے لے کر پڑھتے اور نہ صرف یہی بلکہ اللہ نے ان کو لکھنے کے شوق اور ذوق کے ساتھ ساتھ ایک تڑپتا دِل بھی عطا فرمایا تھا، جو دل علامہ بنوریؒ اور مولانا لدھیانوی رحمہما اللہ کے سینہ میں دھڑکتا تھا، یقین کیجیے مولانا جلال پوریؒ کے سینہ میں بھی وہی دل تھا جو کبھی فلسطین کے مسلمانوں پر ظلم ہوتا دیکھ کر تڑپ اُٹھتا، تو کبھی سانحۂ لال مسجد پر خون کے آنسو روتا اور کبھی جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لیے تھرّا اُٹھتا، پھر یہی ہوا جو وہ اکثر کہا اور لکھا کرتے تھے کہ ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لیے جان دے دیں گے، لیکن آپ کے نام پر ''حرف'' نہیں آنے دیں گے''، چناں چہ ''شہید ناموسِ رِسالت'' کا تمغہ سینہ پر سجائے شیخ کے پہلو میں ابدی نیند سو گئے۔

مولانا رحمہ اللہ نے اپنی تحریروں کو اپنی زندگی ہی میں بڑوں کی اتباع میں موضوعاتی ترتیب پر کتابی شکل دینا شروع کر دی تھی، جن کے نام بینات مولانا جلال پوریؒ نمبر میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں، ہم اس وقت ان کی تحریروں پر مشتمل تازہ شائع ہونے والی کتابوں میں سے ایک کا تعارف پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا رحمہ اللہ نے ۲۰۰۰ء سے بینات کا اداریہ لکھنا شروع کیا تھا، ان اداریوں کو مولاناؒ نے ''حدیث دِل'' کے نام سے تین جلدوں میں اپنی زندگی میں ہی شائع کر دیا تھا، ان تین جلدوں کے شائع ہو جانے کے بعد بھی مولانا رحمہ اللہ نے کافی تعداد میں اداریے لکھے اِدھر دوسری طرف ۲۰۰۷ء کے بعد سے ہفت روزہ ختم نبوت کا اداریہ بھی مولاناؒ کے ذمے ہو گیا تھا، چناں چہ ان اداریوں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہو گئی

تھی جو بحمد اللہ اب ''حدیث دِل'' (جلد چہارم) کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو گئے ہیں، کتاب کے صفحات ۶۱۶/ ہیں، کتاب میں کل ۷۶/مضامین ہیں، مضامین کے عنوانات درج ذیل ہیں:

''انعاماتِ الٰہیہ کی بارش، اہتمامِ رمضان کی ضرورت، برکاتِ رمضان، رحمت ومغفرت کی گھٹا، عشرۂ اخیرہ کی فضیلت، روزے کے آداب، شوال کے چھ روزے فضائل وبرکات، حج ایک عاشقانہ رمز، حج میں پیش آنے والی مشکلات اوران کا تدارک، مسائل حج کے موضوع پر خالص علمی وتحقیقی اجتماع کا انعقاد (لائق صد تحسین تجدیدی کارنامہ)، حج کی فضیلت واہمیت آداب اورفوائد وثمرات، عشرۂ ذوالحجہ کے فضائل اور روزے، اشہر حرم اورعشرۂ ذی الحجہ کے اعمال، وجوبِ قربانی، قربانی اورنوازشاتِ الٰہیہ، قمری اور ہجری کیلنڈر کی اہمیت، دینی علوم کی فضیلت واہمیت، محبت وعقیدت کا معیار، ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟، تین نصیحتیں!، موجودہ فحاشی وعریانی کے ذمہ دار؟، اسلامی نظریاتی کونسل کی مجتہدانہ تحقیق، دینی معاملات کوانا کا مسئلہ نہ بنایا جائے!، ڈی این اے ٹیسٹ اورثبوتِ نسب (دورِ جاہلیت کاتسلسل اورمشرکین مکہ کی میراث)، سودی نظام کا متبادل، چہرے کا پردہ، مغرب کی اذان اورنماز میں وقفہ، فرقہ پرستی کی تخم ریزی کی کوشش، غدیرخم اورخلافت علیؓ کے سلسلہ میں امام محمد غزالیؒ پر بدترین تہمت، مقربین الٰہی کی توہین کا وبال، بدعملیوں کی سزا، ''فلم خدا کے لیے'' قہرِ الٰہی کودعوت، اوراب توہینِ قرآن فلم!، مسلمان ہی مصائب کا شکار کیوں؟، مایوسی کی نہیں، ہمت کی ضرورت، اپنوں کوسمجھانے کی ضرورت، سزائے موت کی تبدیلی کا اعلان، قلم درکف دشمن است، بولتے حقائق......مجرم کون: مسٹر یا ملا؟، ذلت ورسوائی کا ذمہ دار، مسٹر یا ملا؟، جناب نذیر ناجی صاحب کی خدمت میں!، کڑواسچ جناب حامد میر صاحب کی خدمت میں!، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات اورحقانی صاحب کی بے جا حمایت، غزہ میں محصور فلسطینیوں کے خلاف اسرائیلی درندگی اور سفاکی، یہودی جارحیت... مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ!، یہودی مدارس میں عسکریت کی تعلیم اورانتہا پسند یہودیوں کا مسلمانوں کے خلاف غیظ وغضب!، آٹھ سالہ پرویزی دور کے کارنامے اورنئی حکومت سے چند گزارشات، پرویزی آمریت کاتسلسل!، سرحد کے مخدوش حالات، نظامِ عدل ریگولیشن کے مخالفین ومحرکین کی خدمت میں!، شرعی نظام عدل معاہدہ! پس منظر، حقائق، خطرات، اندیشے اوروسوسے، نظامِ عدل ریگولیشن کا نفاذ! قابل تعریف اقدام، کوڑوں کی سزا پر مشتمل ویڈیو، ملک کوتوڑنے کی سازشوں کا تدارک کیجیے!، پاکستان کی حالتِ زار!، عدلیہ اورانتظامیہ پرعدم اعتماد، سانحہ گوجرہ... پس پردہ محرکات، پاکستان اورکراچی کی حالیہ تباہی!، خدارا ملک وقوم پررحم کیجئے!، اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائیے، حکمرانوں کی خدمت میں!، صمد خرم......زندہ باد!، بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ (یعنی سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے

میناروں پر پابندی کا متعصّبانہ قانون)، پھر سے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت، اللہ، رسول کی توہین کی دلخراش وارادات، توہین آمیز خاکے (اور ہماری ذمہ داری، کرنے کا کام!، ہندوستانی اخبار کی ہرزہ سرائی، اُوباما بصورتِ بُش!، دینی مدارس کے خلاف جدید امریکی منصوبہ مندی، معصوم طلبا کے ذہن خراب کرنے کی سازش!، علمائے کرام اور تحفظ شعائرِ اسلام، چالیس دن میں دوسرا قتل عام، یہ اسلام دشمنوں کی سازش ہے!، انٹرنیٹ کی تباہ کاریاں اور اس کا سدباب، باغیانِ اسلام کی شرانگیزی، دورِحاضر کے فتنے۔''

بلاشبہ یہ تحریریں بڑی معلوماتی، تجزیاتی، علمی، ادبی، اثر انگیز اور مطالعہ کا ذوق رکھنے والوں کے لیے بڑی دلچسپ ہیں، لیکن ان سب کے باوجود اس کتاب کی اصل روح اِسلامی حمیت وغیرت کا درس ہے۔ مولانا رحمہ اللہ جب کسی دین دشمن پر گرفت کرنے کے لیے قلم اُٹھاتے ہیں تو لگتا ہے کہ جان ہتھیلی پر رکھ کر میدانِ کارزار میں اُتر گئے ہیں اور یا تو اسلام اور مسلمانوں کو اس کی دین دشمنی سے نجات دلائیں گے یا خود اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کر کے سرخ رو ہو جائیں گے، اور نہ صرف یہی بلکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ مسخ کرنے والوں کو بھی رعایت دینے کے روادار نہیں ہیں بلکہ جہاں کہیں کسی لکھنے والے نے تاریخی ریکارڈ خراب کیا تو مولانا رحمہ اللہ نے بغیر کسی مداہنت کے سنجیدہ اور متین انداز میں اس پر نقد کیا اور تاریخی ریکارڈ ہمیشہ درست رکھا۔ اسی طرح بعض تحریریں اصلاحی نوعیت کی بھی ہیں جن میں ہر ایک مسلمان کے لیے موعظت وبصیرت کا بڑا سامان موجود ہے۔

حالاتِ حاضرہ پر مولانا رحمہ اللہ نے جو اداریے لکھے ہیں وہ اپنی جگہ پر بڑے جچے تلے اور متوازن انداز پر دورِ حاضر کا تجزیہ ہے اور ان میں دین ومذہب اور ملک وملت کو نقصان پہنچانے والوں کی خوب خوب نشان دہی اور ان سے چھٹکارے کی تجاویز بھی موجود ہیں۔ کتاب پڑھتے پڑھتے جب قاری آخر میں پہنچتا ہے تو اندازہ لگا لیتا ہے کہ عالمی حالات اور یہود وہنود اور نصاریٰ ومجوس کی اسلام اور مسلمان دشمنیوں پر بھی مولانا رحمہ اللہ کی گہری نظر ہے، مولاناؒ جب کبھی بین الاقوامی حالات پر تبصرہ کرتے ہیں وہ اہل کفر کی سازشوں کو بے نقاب کرتے چلے جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان نقصانات کے اوپر اہل اسلام کی خاموشی، سادہ لوحی، کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنا اور مال پر فدا ہونا ایسی خسیس اور رذیل حرکتوں پر بھی کڑھتے ہیں اور عین ممکن بلکہ یقین ہے کہ رات کو اپنے رب کے سامنے روتے بھی ہوں گے!

الغرض یقین سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ پڑھنے والوں کے لیے اس کتاب میں ادب کی چاشنی بھی ہے، علم کا نور بھی ہے، معلومات کا خزانہ بھی ہے، حالاتِ حاضرہ سے آگاہی بھی ہے، وعظ ونصیحت بھی ہے غرض بے شمار خوبیوں اور فوائد پر مشتمل ''حدیث دِل'' واقعی دِل کو جلا اور سکون بخشنے والی کتاب ہے۔

(۲)......بزمِ حسین:

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ۔ صفحات: ۵۵۸۔ ناشر: مکتبہ ختم نبوت، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔

مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہ اللہ قلم کے بادشاہ تھے، وہ ایک صاحب طرز ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ منجھے ہوئے قلم کار، سنجیدہ تبصرہ نویس اور عمدہ تذکرہ نگار بھی تھے، جب وہ لکھتے تو موتی رولتے تھے، معلوماتی، ادبی اور رواں تحریریں ان کے قلم کا امتیاز تھا، اُن کا قلم ان کے اِشارہ پر چلتا تھا، جس موضوع پر لکھنا چاہتے، قلم اُٹھاتے اور کچھ ہی دیر میں سیر حاصل مواد مطلوبہ موضوع کا اِحاطہ کرتا نظر آتا اور پھر جب وہ مواد بینات اور ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع ہوتا تو اہلِ ذوق اس سے حظ اُٹھاتے اور مولانا رحمہ اللہ کے اگلے مضمون کا اِنتظار کرتے نظر آتے، یہ صلاحیت اللہ نے ان کو اپنے پیرومرشد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی روز وشب خدمت کے سبب عطا فرمائی تھی، پھر اللہ جل شانہ کی طرف سے عطا کردہ صلاحیتوں کا حق یہ ہے کہ وہ صلاحیتیں مخلوقِ خدا کو نفع پہنچانے اور تبلیغ دین پر صرف ہوں، چناں چہ مولانا رحمہ اللہ کی صلاحیتیں بھی دینی کاموں پر خرچ وصرف ہوتی نظر آئیں، یہاں تک کہ انہوں نے اپنی جان بھی راہِ خدا میں پیش کردی! رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

''بزمِ حسین'' مولانا رحمہ اللہ کے قلم سے نکلے شخصی خاکوں، سوانحی تحریروں اور نیکوکاروں کے تذکروں پر مشتمل مجموعہ کا نام ہے۔ اس مجموعہ کی پہلی دو (۲) جلدیں آپؒ کی زندگی ہی میں شائع ہوچکی تھیں۔ اَب آپ کے علمی جانشین مولانا محمد اِعجاز مصطفیٰ زید مجدہٗ کی مساعی سے اس کتاب کی تیسری اور آخری جلد منظر پر آئی ہے۔

اس حسین بزم میں ہمیں علماء بھی نظر آتے ہیں اور صاحب دل صوفیاء بھی، مفتی وفقیہ بھی کھڑے نظر آتے ہیں اور اکابر ومشائخ بھی۔ خطباء اور قراء بھی دکھائی دیتے ہیں اور مفسرین ومحدثین بھی، مصنفین بھی اپنی تصنیفات کے جلوے بکھیرتے دکھائی دیتے ہیں اور مؤلفین بھی جلوہ افروز نظر آتے ہیں، نوجوان علماء کے تذکرے بھی پڑھنے کو ملتے ہیں اور بزرگ ومشائخ بھی اپنی طرف متوجہ کرتے دکھائی دیتے ہیں، عزیز و اقارب کی محبتیں بھی نظر آتی ہیں اور متعلقین کی یادیں بھی، اساتذہ اور طلباء بھی دکھائی دیتے ہیں اور سیاسی قائدین اور مذہبی سربراہان بھی، غرض محققین، مرتبین، شہداء اور غازیین سب ہی اس بزم میں سجے اور جڑے دکھائی دیتے ہیں!

کتاب کے مطالعہ کے بعد اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا رحمہ اللہ ہر طرح کا تذکرہ لکھنے پر عبور

رکھتے تھے، مثلاً: وہ کسی شخصیت کا صرف سوانحی خاکہ لکھنا چاہتے ہیں تو اس کی پوری زندگی کا نقشہ چند صفحات میں پیش کر دیتے ہیں (ملاحظہ ہو حضرت نفیس الحسینی رحمہ اللہ پر لکھا گیا دوسرا مضمون)، پھر بعض لوگوں کے سوانحی خاکہ کے ساتھ ان کی دینی خدمات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں تو بہت ہی خوب صورت اور دل آویز انداز میں اس کی صفات وخدمات لکھ ڈالتے ہیں کہ وہ شخصیت خیالات کی دُنیا میں سامنے آ کھڑی ہوتی ہے۔ اس کے لیے کتاب میں موجود حضرت مولانا مفتی عبدالستار، حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہم اللہ پر لکھے گئے مضامین دیکھے جا سکتے ہیں، بعض شخصیات ایسی بھی ہیں کہ جن پر لکھے مضمون میں مولانا رحمہ اللہ نے اپنے ساتھ بیتے لمحات کا تذکرہ اپنے منفرد ومخصوص انداز میں کیا ہے، مثلاً حضرت الحاج محمد حسینؒ، مولانا نعیم امجد سلیمیؒ اور جناب الحاج جام محمد نوازؒ کے تذکرے!

بعض تذکرے اپنے اساتذہ کے، بعض اپنے رشتہ داروں کے اور بعض اپنے دوست احباب کے اہل تعلق کے بھی ہیں!

اس کے ساتھ ساتھ ایک چیز یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ جس شخصیت سے کوئی خاص تعلق رہا اور نہ ہی اس سے کوئی ملاقات ہو سکی اس پر مولانا رحمہ اللہ نے اِدھر اُدھر کی اخباری اور سطحی معلومات کی بنیاد پر کوئی مضمون لکھ کر اپنی تحریروں اور رَشحاتِ قلم کو غیر مستند اور غیر معتمد ہونے سے ہمیشہ بچائے رکھا، دارالعلوم وقف دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا سیّد محمد انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ پر لکھا گیا شذرہ اس بات کا گواہ ہے کہ ابتدائی کچھ کلمات لکھ دینے کے بعد ماہ نامہ دارالعلوم کے مدیر کا لکھا سوانحی خاکہ نقل کرنے پر اکتفا کیا!

الغرض! ''بزمِ حسین'' بھی علامہ سیّد سلیمان ندوِی رحمہ اللہ کی ''یادِ رفتگان''، مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوِی رحمہ اللہ کی ''پرانے چراغ''، مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی ''شخصیات وتاثرات'' ودیگر تاریخی وسوانحاتی کتب ہی کا ایک تسلسل ہے اور اپنے دور کی تاریخ وسوانح کا ایک بیش قیمت ذخیرہ ہے، جس کے ذریعہ مستقبل کے مؤرّخ کو تاریخ مرتب کرنے میں مدد ملے گی، پڑھنے والوں کو اپنے بڑوں کے کارناموں کا علم ہوگا اور آنے والی نسل اپنے لیے راہِ عمل کا تعین دُرست سمت میں کر سکے گی!

(۳)......نقد و نظر:

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ۔ صفحات: ۴۷۲۔ ناشر: مکتبہ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔

''تبصرۂ کتب'' ہر علمی مجلّہ کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔ جب سے برصغیر پاک و ہند میں اردو صحافت اور رسائل وجرائد کا اجرا ہوا تب سے یہ کالم بھی ہر جریدہ کا لازمی حصہ رہا، (چند ایک رسائل وجرائد

اس سے مستثنٰی بھی رہے ہوں گے)۔اس کالم کا مقصد بھی دراصل فروغِ علم ہی ہے کہ نئی شائع ہونے والی کتب کا تعارف قارئین کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ تازہ مطبوعات سے شناسائی ہو اور کتاب سے تعلق میں اِضافہ ہو۔

جس طرح لکھنے والوں کی تحریروں کا انداز الگ ہوتا ہے اسی طرح ہر تبصرہ نگار کے تبصرہ کا انداز بھی مختلف ہوتا ہے۔اور یہ انداز زیادہ تر اُس مجلّہ کی مجموعی پالیسی پر اِنحصار کرتا ہے، اُردو تبصرہ نگاری کے انداز کو دو قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے، پہلی قسم اُن تبصرہ نگاروں کی ہے جن کا قلم قرآن وسنت کے دائرہ میں بندرہنا پسند نہیں کرتا، چناں چہ وہ تبصرہ نگاری میں علم وادب کے جلوے بکھیرتے ہوئے اس چیز کا خیال نہیں رکھتے کہ ان کے قلم کے نشتر سے مسلمات شریعت پر زد پڑ رہی ہے اور ایک مسلمان کے لیے شریعت نے جو دائرہ اور حدود مقرر کیے ہیں وہ اس سے تجاوز کرکے ممنوعات، منہیات اور محرمات میں قدم رکھ رہے ہیں۔دوسری قسم اُن تبصرہ نگاروں کی ہے جن کے نزدیک دین اور مذہب اوّل درجہ میں ہے، باقی سب کچھ درجہ دوم میں ہے، وہ تبصرہ لکھتے ہیں تو تبصرہ لکھنے کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حدودِ شرعیہ کی پاس داری کا بھی خیال رکھتے ہیں، اُن کو اللہ نے علم وادب کی دولت وصلاحیت بھی دی ہے لیکن وہ صلاحیت شریعت کے دائرہ سے باہر نہیں نکلتی! ماضی میں پاک و ہند کے جو تبصرہ نگار معروف ہوئے ان میں اس دوسری قسم کے لوگوں میں سے ماہ نامہ معارف، اعظم گڑھ کے مدیران علامہ سیّد سلیمان ندویؒ اور مولانا معین اللہ ندویؒ قابل ذکر ہیں، ماہ نامہ برہان کے مدیر مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ کے تبصرے بھی علم وادب سے مزین رہے، ماہ نامہ دارالعلوم دیوبند کے سابق مدیر مولانا سیّد محمد ازہر شاہ قیصرؒ کے تبصرے بھی اپنے اچھوتے قلم کی وجہ سے دلچسپی سے پڑھے جاتے رہے، ماہ نامہ بینات کے سابق مدیر مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے تبصرے تو آج تک سدابہار ہیں (جس کا مجموعہ ان شاء اللہ عنقریب شائع ہونے والا ہے)، ماہ نامہ البلاغ کے سابق مدیر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کا مفکرانہ قلم کتابوں کے تجزیہ پر ایک اعلیٰ روایت کا حامل رہا ان کے تبصروں کا مجموعہ ''تبصرے'' کے نام سے شائع ہوچکا ہے، ماہ نامہ القاسم کے مدیر مولانا عبدالقیوم حقانی بھی بہت کثرت سے تبصرے لکھتے ہیں ان کے تبصروں کا مجموعہ ''حقانی تبصرے'' کے نام سے چھپ چکا ہے، ماہ نامہ الفاروق کے سابق تبصرہ نگار جناب مولانا ابن الحسن عباسی اپنے رواں قلم سے ایک زمانہ تک الفاروق میں تبصرہ لکھتے رہے، ان کے تبصروں کا مجموعہ ''کتب نما'' کے نام سے شائع ہوا جو واقعتاً بہت دلچسپ ہے اور پڑھے جانے کے لائق ہے۔اسی طرح روزنامہ اسلام کے سابق تبصرہ نگار مولانا محمد احمد حافظ اور ہفت روزہ اخبار المدارس کے موجودہ تبصرہ نگار مولانا محمد جہان یعقوب بھی محنت سے بہت اچھے تبصرے لکھتے ہیں۔

یہ ایک اجمالی تذکرہ ان تبصرہ نگاروں کا ہے کہ علم وادب کے ساتھ ساتھ جن کی تحریروں کا اصل امتیاز ''دین وشریعت کی روح'' ہے۔ یہ حضرات جب بھی کسی کتاب پر تبصرہ کرتے رہے ان لوگوں نے اس بات کو مقدم رکھا کہ جس کتاب پر تبصرہ کیا جارہا ہے اس میں قرآن وسنت سے متصادم کوئی جملہ تو نہیں ہے اگر ہے تو تنقید کی اصل وجہ یہی جملہ ہے اور پھر تنقید میں بھی شریعت کے اصولوں کی پاس داری رہی اور خود ان کی اپنی تحریریں بھی اعتدال وسلامت روی کے ساتھ عمدگی وسلاست کا نمونہ رہیں!

ان تبصرہ نگاروں میں ایک نمایاں نام ''مولانا سعید احمد جلال پوری'' کا بھی ہے، جن کے تبصروں کے مجموعے ''نقد ونظر'' کے تعارف کے لیے یہ تحریر لکھی جارہی ہے۔ مولانا جلال پوری رحمہ اللہ جون ۲۰۰۰ء میں ماہ نامہ بینات کے مدیر مقرر کیے گئے تھے اور مارچ ۲۰۱۰ء تک مدیر رہے، اس عرصہ میں آپ نے سینکڑوں نئی کتب پر تبصرے لکھے، آپ کا تبصرہ لکھنے کا انداز یہ تھا کہ جس موضوع پر کتاب ہوتی، اُس موضوع کے حوالہ سے اِبتدا میں ایک مختصر تمہید باندھتے گو یہ تمہید کبھی کچھ طویل بھی ہوجاتی لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس میں پڑھنے والوں کے لیے دلچسپی کا بڑا سامان ہوتا، پھر کتاب کا مختصر تعارف لکھتے، کوئی قابل تنقید بات ہوتی تو بہت ہی شائستگی کے ساتھ لکھ ڈالتے، کہ مصنف کو برا بھی محسوس نہ ہو اور غلطی کی نشان دہی بھی ہوجائے، لیکن اگر کوئی ایسی صریح غلطی نظر آتی جس سے عوام میں گمراہی پھیلنے کا خدشہ ہوتا یا کسی تجدد پسند مصنف کی کتاب تبصرہ کے لیے آجاتی تو مولانا کا قلم تیغ براں بن جاتا اور دل میں جو دین کا درد وغم تھا وہ قلم سے جھلکنے لگتا، اور اعتدال و سلامت روی کے ساتھ آپؒ اس کی خلافِ شریعت باتوں پر بھرپور انداز سے تنقید کرتے، بلاشبہ آپ کے تبصرے بھی دلچسپی سے پڑھے گئے، آپؒ نے مجموعی طور پر تقریباً ۳۳۵ر کتابوں پر پُر مغز اور جان دار تبصرے لکھے، زیر نظر کتاب میں ان تمام تبصروں کو موضوع وار جمع کیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

قرآنِ کریم اور علومِ قرآنیہ سے متعلق: ۲۵ر کتب، حدیث اور متعلقاتِ حدیث: ۳۶ر کتب، عقائد: ۱۶ر کتب، فقہ وفتاویٰ‘ مسائل واحکام: ۱۷ر کتب، تصوف سلوک واحسان: ۱۷ر کتب، سیرتِ انبیائے عظام وصحابہ کرامؓ: ۱۸ر کتب، تذکرہ وسوانح‘ حالات و واقعات: ۶۴ر کتب، تاریخ: ۱۲ر کتب، وظائف و دعاؤں سے متعلق: ۱۱ر کتب، مقالات ومضامین‘ مکتوبات وادبیات: ۲۰ر کتب، مواعظ وملفوظات‘ خطبات: ۲۱ر کتب، اِصلاحی کتب: ۴۲، رسائل وجرائد: ۷، رسائل وجرائد کی خصوصی اِشاعتیں: ۲۰، نصابی کتب: ۱۶، رَدّ فرقِ باطلہ: ۳۸ر کتب۔

تبصرہ نگاری کے لیے دیانت دارانہ طریقہ یہی ہے کہ اس کا مکمل مطالعہ کرنے کے بعد کچھ لکھا جائے، مولانا رحمہ اللہ کی یہ کتاب پڑھنے کے بعد کچھ ایسا ہی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کتاب کو اس حد تک دیکھتے ہوں گے کہ بصیرت کے ساتھ اس پر کوئی رائے قائم ہوجائے، پھر اس پر تبصرہ کیا جائے، چناں چہ زیر نظر کتاب

میں درج تبصروں سے یہ بات واضح ہے۔

بلاشبہ یہ کتاب بھی علمی اور ادبی لٹریچر میں ایک اہم اضافہ ہے، اہل ذوق اور علم و کتاب سے تعلق رکھنے والوں کے لیے ایک دلچسپی کی چیز ہے اور نئے لکھنے والوں کو اس کتاب سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع مل سکتا ہے۔

(اس کتاب کی اشاعت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ زید مجدہٗ کی مساعی سے عمل میں آئی، اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے!)

(۴)......آپ کے مسائل اور اُن کا حل: (تین جلدیں)

رشحاتِ قلم: حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ۔ ترتیب و تہذیب: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہٗ۔ صفحات جلد اوّل: ۴۷۲۔ جلد دوم: ۴۷۴۔ جلد سوم: ۵۱۷۔ ناشر: مکتبہ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔

مئی ۱۹۷۸ء میں روزنامہ جنگ کے بانی ایڈیٹر جناب میر شکیل الرحمٰن صاحب نے روزنامہ جنگ میں ''اِقراء'' کے نام سے ہفتہ وار اسلامی صفحہ شروع کرایا، جس میں مختلف دِینی مضامین کے علاوہ مسلمانوں کی باقاعدہ شرعی و فقہی رہنمائی کے لیے ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کے عنوان سے ایک فقہی کالم بھی شروع کیا، اور اس کے لیے ''جامعہ علوم اِسلامیہ بنورِی ٹاؤن'' کے استاذ الحدیث اور ماہنامہ بینات کے مدیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کا اِنتخاب عمل میں آیا، اس فقہی کالم کا باقاعدہ آغاز ۳۰/ جون ۱۹۷۸ء سے ہوا اور رِیکارڈ کے مطابق اِس سلسلہ کی بدولت آپ رحمہ اللہ نے ہزاروں مسائل کے تحریری و زبانی جوابات دِیئے۔

۱۳/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸/ مئی ۲۰۰۰ء کو آپ کی شہادت ہوئی، لیکن آپ کے لکھے جوابات موجود تھے جو ۱۲/ جنوری ۲۰۰۱ء تک شائع ہوئے۔ اس کے بعد اس فقہی کالم کو چلانے کے لیے ''جامعہ علومِ اِسلامیہ بنورِی ٹاؤن'' کے شیخ الحدیث اور شعبۂ تخصص فی الفقہ کے مشرف حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہید نورَ اللہ مرقدہٗ کا نام سامنے آیا، چناں چہ ۱۹/ جنوری ۲۰۰۱ء سے آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' حضرت شامزئی شہید رحمہ اللہ کے قلم سے شروع ہوا۔ لیکن صرف ساڑھے تین سال ہی گزرے تھے کہ ۱۰/ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۳۰/ مئی ۲۰۰۴ء کو مفتی شامزئی صاحبؒ بھی شہادت کی خونی رِدا اوڑھے عقبیٰ کے سفر کو چلے گئے، ۹/ جولائی ۲۰۰۴ء تک مفتی شامزئی رحمہ اللہ کے تحریر کردہ جوابات جنگ میں شائع ہوتے رہے، بعد ازاں ''آپ کے مسائل اور ان کے حل'' کے لیے ''جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن'' کے سابق استاذ اور ماہنامہ بینات کے مدیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہ اللہ کا انتخاب عمل میں آیا اور ۱۶/

جولائی ۲۰۰۴ء سے مسلسل چھ سال تک مولانا جلال پوری رحمہ اللہ فقہی سوالات کے جوابات آسان اور سہل انداز میں دیتے رہے، تا آں کہ ۱۱/مارچ ۲۰۱۰ء کو آپ بھی ایک دینی سفر سے واپسی پر جام شہادت نوش کر کے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے، ۱۰/ستمبر ۲۰۱۰ء تک حضرت جلال پوری رحمہ اللہ کے تحریر کردہ جوابات شائع ہوتے رہے، اب یہ کالم مخدوم ومکرم واُستادِ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر زید مجدہم کے سپرد ہے اور بحمداللہ یہ سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جاری رکھے اور اس کے ذریعہ لوگوں کی دینی رہنمائی ہوتی رہے۔آمین!

حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے بائیس سال تک جو مسائل تحریر فرمائے، وہ بڑے سائز کی آٹھ جلدوں میں تخریج، حوالہ جات اور عمدہ کمپوزنگ وسیٹنگ کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ لیے گئے!

حضرت شامزئی رحمہ اللہ کے ساڑھے تین سالہ تحریر کردہ فقہی جوابات بھی تخریج وحوالہ جات اور عمدہ کمپوزنگ وطباعت کے ساتھ دو جلدوں میں کئی سال پہلے منظر پر آ گئے تھے اور وہ بھی بڑی دلچسپی سے لیے گئے!

اب الحمدللہ! حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہ اللہ کے چھ سالہ مسائل کے جوابات اور فقہی مقالات پر مشتمل ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' تین بڑے سائز کی جلدوں میں بہترین تخریج وحوالہ جات اور عمدہ کمپوزنگ وسیٹنگ اور شان دار طباعت کے ساتھ منظر نامے پر آ گئے ہیں!

میرا جیسا چھوٹا آدمی بڑوں کی تحریروں کا کیا تعارف لکھے گا؟ اور پھر بڑے بھی وہ بڑے کہ جن کے بڑوں نے اُن پر اعتماد کیا اور جو کئی صفات وکمالات کے جامع ہونے کے ساتھ ساتھ کئی کئی ذمہ داریوں کو بیک وقت نبھانے والے تھے، مولانا جلال پوری رحمہ اللہ کو لکھنے کا خوب ملکہ اللہ نے دیا تھا، چناں چہ زیر نظر کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' جب میں لے کر گھر پہنچا اور اس کا مطالعہ شروع کیا تو اندازہ ہوا کہ ماشاء اللہ! مرتبین نے بھی بہت عمدہ محنت کی ہے، حضرت جلال پوری شہید رحمہ اللہ کی عمدہ اور رواں تحریر، پھر اس کی تخریج اور فقہی حوالہ جات، پھر فقہی مقالات۔مت پوچھیے کیا مزا آتا رہا، اس کتاب میں حضرتؒ نے فقہ اور مسائل واحکام کے زیر عنوان جو کچھ لکھا سب کے سب بہت عمدگی کے ساتھ موضوع وار اور ابواب وار جمع کر دیا گیا ہے، بلاشبہ اس میں ایمانیات وعقائد سے لے کر معاملات ومعاشرت تک تمام ہی مسائل کے قرآن وسنت کے مطابق جوابات موجود ہیں، جدید مسائل پر بھی حضرتؒ نے قلم اٹھایا ہے، چناں چہ دورِ حاضر کے اہم مسائل میں سے اسلامی بینکنگ، انشورنس، ٹی وی پروگراموں میں شرکت اور تصویر کا حکم ودیگر سودی و غیر سودی معاملات پر بھی جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے موقف کو واضح فرمایا ہے اور جہاں ضرورت ہوئی وہاں

طول طویل تحریریں بھی لکھی ہیں، باطل فرقوں اور مذاہب کے بارے میں بھی قرآن وسنت کی روشنی میں سنجیدگی واعتدال کے ساتھ لکھا ہے، فقہی عمدگی کے ساتھ ساتھ آپ کے جوابات میں حکیمانہ اور ناصحانہ مشورے بھی شامل ہیں، الغرض! بہت ہی شان دار و جان دار کتاب ہے، حضرتؒ کے جانشین مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہٗ، تخریج وحوالہ جات پر محنت کرنے والے مفتیانِ کرام مفتی عبداللہ حسن زئی اور مفتی محمد زکریا تینوں ہی حضرات مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک اہم دینی کام اور ذمہ داری کو پورا کیا ہے، یقیناً حضرتؒ کی روح خوش ہوئی ہوگی اور جو جو لوگ اس کتاب کو پڑھیں گے اُن کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ اُن کے نیک اعمال کے ثواب میں حضرتؒ کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا تینوں حضرات بھی شریک ہوں گے، یہ کیا کوئی کم فائدہ کی بات ہے؟ ہماری رائے ہے کہ مفتیان کرام، علماء عظام، طلبا، اہل ذوق اور عوام الناس سب ہی ضرور اس کتاب کو خرید کر مطالعہ کریں، ان شاء اللہ معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ محسوس ہوگا کہ فقہی ذخیرہ میں ایک نیا اور شان دار اِضافہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، عوام وعلما اس سے مستفید ہوں اور حضرتؒ کے درجات اللہ تعالیٰ بلند فرمائے۔آمین!

میرے اکابر:

رشحاتِ قلم: حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔جمع وترتیب وتہذیب: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہٗ۔ صفحات: ۲۷۰۔ناشر: مکتبہ رشیدیہ، اردو بازار، کراچی۔

''تذکرہ وسوانح'' اہل علم وقلم کی تحریروں کا ایک اہم موضوع رہا ہے، چنانچہ اللہ کے نیک بندوں، علماء، اُدباء، اہل قلم، اہل تعلق، دوست احباب اور رشتہ داروں کی وفیات پر ہمیشہ سے تقریروں اور تحریروں میں تأثرات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے، بسا اوقات اس کی حد ایک مضمون اور ایک مقالہ تک رہتی ہے اور کبھی وہ ضخیم کتاب کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ مختصر اور طویل مضامین کی جب تعداد زیادہ ہو جاتی ہے تو وہ بھی ''شخصی خاکوں'' پر مشتمل ایک ضخیم کتاب کا روپ دھار لیتے ہیں، چناں چہ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ سے تعلق رکھتی ہے۔

وفیات کے موضوع پر مرتبہ کتابوں میں علامہ سیّد سلیمان ندویؒ کی ''یادِ رفتگاں''، جناب سیّد صباح الدین عبدالرحمٰنؒ کی ''کاروانِ رفتگاں''، مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ کی ''پرانے چراغ''، مولانا سیّد محمد رابع ندوی کی ''یادوں کے چراغ''، مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی ''نقوش وتاثرات''، علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ کی ''بصائر وعبر (آخری حصہ وفیات)''، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی ''شخصیات وتأثرات''، مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

کی ''بزمِ حسین''، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی ''نقوشِ رفتگاں''، مولانا ڈاکٹر عبدالرزّاق اسکندر کی ''مشاہدات و تأثرات''، مولانا سمیع الحق کی ''کاروانِ آخرت''، مولانا نور عالم خلیل امینی کی ''پس مرگ زندہ''، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی ''وہ جو بیچتے تھے دوائے دِل''، مولانا ندیم الواجدی کی ''خدا رحمت کند'' بلاشبہ اپنے موضوع پر بہترین اور دلچسپی سے پڑھی جانے والی کتابیں ہیں۔

زیر نظر کتاب بھی اسی تاریخی سلسلہ کا تسلسل ہے، اگر چہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ مذکورہ بالا مصنفین کے بلا واسطہ یا بالواسطہ استاد و مرشد کی حیثیت رکھتے ہیں، اس اعتبار سے آپ کا نام مذکورہ ناموں میں سب سے بڑھ کر اور فائق نام ہے، لیکن تکوینی طور پر آپ کی یہ کتاب ہمارے اس زمانہ میں منظر نامہ پر آ رہی ہے، جس کا سہرا مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہم کے سر ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جہاں اور بہت سے موضوعات پر عمدہ سے عمدہ کتب تصنیف فرمائی ہیں، وہیں آپؒ نے اپنے اکابر کے تذکروں پر بھی مقالات و رسائل تحریر فرمائے، لیکن یہ رسائل کتابچوں کی شکل میں علیحدہ علیحدہ شائع ہوئے تھے اور اب نایاب تھے، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ زید مجدہم نے ان رسائل کو تلاش کر کے اس کی عمدہ کمپوزنگ کرائی اور ضروری مقامات پر حاشیے لکھے، پھر مکتبہ رشیدیہ کے مالک جناب مولانا قاری تنویر احمد شریفی صاحب زید مجدہٗ نے اس کو ذاتی دلچسپی کے ساتھ اپنے مکتبہ سے شائع کیا۔

اس کتاب میں حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہم اللہ پر حضرتؒ کے رَشحاتِ قلم کو جمع کیا گیا ہے، اللہ کے نیک بندوں کے حالات وسوانح میں ویسے ہی ایک چاشنی ہوتی ہے، پھر وہ حالات حضرت تھانویؒ کے قلم سے لکھے گئے ہوں تو بلاشبہ اس کی بات ہی کچھ اور ہے، اور ایسی تحریریں ''نورٌ علیٰ نور'' کہلانے کی مستحق ہیں، حضرت تھانویؒ کی یہ تحریریں سادگی و برجستگی کے ساتھ ساتھ بہت گہرے لطائف و دقائق اور نایاب معلومات پر مشتمل ہیں، جن کو پڑھ کر ایک سرور وسکون محسوس ہوتا ہے اور آدمی اپنے کو ان اکابر کی مجلس میں بیٹھا تصور کرتا ہے۔

بلاشبہ ان بکھری اور نایاب تحریروں کو یکجا کتابی شکل میں لانا ایک اہم دینی خدمت ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور مولانا قاری تنویر احمد شریفی (زید مجدھما) ہر دو حضرات کو جزائے خیر دے!

آخر میں ایک گزارش یہ ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک کتابچہ اپنے شیخ و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے تذکرہ پر بھی تحریر فرمایا تھا، اگلے ایڈیشن میں اس کو بھی اس کتاب کا حصہ بنایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆